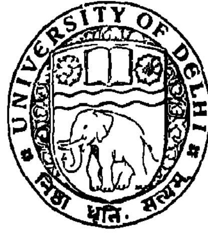

UNIVERSITY OF DELHI
निष्ठा धृति सत्यम्

۷۸۶
۴۹۲

مُراقبات

برائے حصول صحت و عافیت، طمانیت و جمعیت نفس
واعتماد، وفور رزق، ہدایت و حفاظت الٰہیہ، آزادی کامیابی
وترقی دینی ودنیوی، وبرائے رفع خوف و حزن، ومراقبات
یومیہ و ادعیۂ ماثورہ

مُرتّبۂ

ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب
منشی فاضل۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی (لندن)
بیرسٹر ایٹ لا
پروفیسر فلسفہ جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد دکن

شائع کردہ
حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس حیدرآباد دکن
۱۳۵٦ف م ۱۹۴۷ء م ۱۳٦۷ ہجری

قیمت عہ

مراقبات کے مصنف کی دوسری کتابیں



(۱) قرآن اور فلسفہ
(۲) قرآن اور سیرت سازی
(۳) رموز اقبال
(۴) قنوطیت یا فلسفہ یاس
(۵) ابطال مادیت
(۶) رسالۂ اخلاقیات

تراجم

(۷) تاریخ فلاسفۃ الاسلام
(۸) تاریخ مسائل فلسفہ زیر طبع
(۹) مقدمہ فلسفۂ حاضرہ
(۱۰) فلسفہ کی پہلی کتاب
(۱۱) مقدمۂ مابعد الطبعیات
(۱۲) رہنمائے قرآن



انتساب

میں اپنی اس پیش کش کو جامعہ عثمانیہ کے معمارِ اعظم جناب
محترم مولوی محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب مدظلہٗ کے اسم گرامی پر
جذباتِ تشکر و امتنان کے ساتھ معنون کرتا ہوں:

می رسد فیض سبک روحاں باطرافِ جہاں!
می شود آفاق روشن صبح چوں خنداں شود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی

مدت ہوئی ایک نکتہ حضرت اکبر الہ آبادی کی زبان سے یہ سنا تھا کہ خدا کی خدائی سے انکار کرنے والے تو دنیا میں گزرے ہیں لیکن اپنی بشریت اور عبدیت سے انکار آج تک کسی بندہ و بشر سے نہیں بن پڑا ہے! اور بشر میں اس احساس کی کنجی اس کی احتیاج اور دائمی اور غیر منقطع احتیاج ہے ہر حاجت کے پورے ہو جانے پر دوسری حاجت اور ہر احتیاج کے رفع ہونے کے لئے جو موج دل میں اٹھتی ہے اُسی کا نام دعا ہے، خواہ زبان سے اس کے ادا کرنے کی بھی نوبت نہ آئی ہو۔

یہ ملحدوں کو جو آپ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ "کاش میں اچھا ہو جاتا" "دل بیتاب ہے کہ اس سال یہ امتحان پاس کرلوں" "بڑی آرزو ان سے ملنے کی ہے" یہ سب غیر شعوری طور سے دعائیں ہی تو ہیں ——— اکبر ہی کا ایک شعر اسی مضمون کا بھی سن لیجئے۔

مجبور ماننے پر ہے منکر کی طبع بھی
خواہش کو کیا سمجھتے ہو صورت دعا کی ہے

"روشن خیالی" کی (جو سطح بینی اور کم نگاہی کا جدید ترین مرادف ہے) سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر دعا اور اس کے قبول میں ربط ہی کیا ہے؟ — مراقبات میں بہترین دعاؤں کے ساتھ فلسفہ دعا بھی موجود ہے اور مراقبات "روشن خیالی" کے پیدا کئے ہوئے سوال کا بہترین جواب اور اس کے پیدا کئے ہوئے مرض کے لئے شافی ترین نسخہ ہے!

مراقبہ کے لفظی معنی جو کچھ بھی ہوں بہرحال 'مراقبہ' باصطلاح نفسیات کو کوئی مناسبت 'مراقبہ' باصطلاح تصوف سے معلوم نہیں ہوتی اور یوں بھی کہاں خدا فراموش و آخرت ناآشنا فرنگی ماہرین فن کا نکالا ہوا فن نفسیات اور کہاں خدامست اور آخرت دوست علماء ربانیئین کا چلایا ہوا علم سلوک و تصوف! بَیْنَھُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ، اب اسے صاحب مراقبات کا اعجاز کہئے یا کرامت کہ ان کا قلم ایک زندہ سنگم اس بحر شور و بحر شیریں کا بن گیا، اور ان کے ملفوظات کی شیرینی میں ہر تلخی اور ہر شوریت گم ہو کر رہ گئی!

قابل تبریک و تہنیت ہی نہیں قابل رشک ہے اُن کی یہ سعیٔ مشکور۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ان کی ذات خود بھی تو جدید و قدیم قشر و مغز لفظ و معنیٰ کی جامعیت کا نمونہ ہے اور ان کے قلم سے صدہا صفحات جو اب تک نکل چکے ہیں وہ سب اسی منزل کے تو سنگ میل ہیں۔ اللہ کے فضل و عطا کا سارا ذخیرہ متقدمین پر ختم نہیں ہو گیا اور اللہ ہی

ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنی فضیلتیں ایسی ہیں جو متاخرین ہی کے حصہ میں آ رہی ہیں! دعاؤں کے مجموعے آج سے صدیوں قبل سے نکلتے چلے آ رہے ہیں ایک سے ایک بہتر اور بعض جیسے حزب البحر کا نام تو ایک ایک کی زبان پر ہے۔ مراقبات کا رنگ سب سے الگ، سب سے نرالا اور شاید کہ بانکپن میں سب سے بڑھا ہوا ــــ بیسویں صدی کے پڑھے لکھوں کے لئے ضرورت بھی تھی اسی ندرتِ بیان کی، اسی جدتِ عنوان کی ؎

تھے حسیں بھی حُسن پرست بھی تری بزم میں بزم امتحاں
رہی سب سے آن الگ میری رہی سب سے شان جدا تری!

قرآنی دعاؤں کا تو خیر کہنا ہی کیا ان کے بعد حدیثی دعاؤں کی بھی بڑی خصوصیت انکی جامعیت وہمہ گیری ہی ہے۔ یعنی نفسِ بشری کو جتنی بھی احتیاجیں پیش آسکتی ہیں ان سب کا احاطہ کئے ہوئے۔ صاحب مراقبات نے بھی ہر قدم اسی نور اعظم یا سراجِ منیر کی روشنی میں اٹھایا ہے اور آخرت کے ایک ایک حسنہ کے ساتھ ساتھ دنیا کے بھی ایک ایک حسنہ جمع کر دیا ہے۔

صحت وعافیت، سکونِ خاطر و فراغتِ معیشت، آزادی وکامیابی کا خواہاں ہم میں آپ میں سے کون نہیں؟ اور پھر توحید و توکّل، صبر و شکر کی نعمتوں کی قدر ہم میں سے کس کے دل میں نہیں؟ اور پھر زبان کی سلاست، بیان کی متانت ادبی دلکشی نُورٌ علیٰ نُور! ورق الٹئے اور اپنے باطنی چہرہ کا ایک ایک خط وخال اس آئینہ میں ملاحظہ کرتے جائیے۔ روح، عقل، جذبات، تینوں کی آسودگی کا سامان بیک وقت حاصل رہے گا انشاءاللہ تعالیٰ

ــــ٭٭٭ــــ

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحات
	مقدمہ	۵ تا ۱۲
حصہ اول	: مراقبات یومیہ	۱۳
۱ ۔ جمعہ	توحید	۱۴ تا ۱۶
۲ ۔ شنبہ	توکل	۱۷، ۱۸
۳ ۔ یکشنبہ	صبر	۱۹، ۲۲
۴ ۔ دوشنبہ	شکر	۲۳، ۲۶
۵ ۔ سہ شنبہ	معیتِ حق	۲۷، ۲۹
۶ ۔ چہار شنبہ	رزق	۳۰، ۳۲
۷ ۔ پنجشنبہ	رفع خوف و حزن	۳۳، ۳۴
حصہ دوم	: خاص مراقبات	۳۵
۱ ۔ الفاظ		۳۶ تا ۳۸
۲ ۔ صحت (۱)		۳۹، ۴۲
۳ ۔ صحت (۲)		۴۳، ۴۶
۴ ۔ رفع خوف و حزن (۱)		۴۷، ۵۱
۵ ۔ رفع خوف و حزن (۲)		۵۲، ۵۵

۶ - طمانیت وجمعیت نفس واعتماد۔	۵۶ تا ۵۹
۷ - وفور رزق	۶۰ ، ۶۵
۸ - ہدایت وحفاظت الہیہ	۶۶ ، ۶۸
۹ - آزادی	۶۹ ، ۷۲
۱۰ - کامیابی	۷۳ ، ۷۵
۱۱ - توبہ وتجدید ایمان	۷۶ ، ۸۰
حصہ سوم	۸۱
ادعیۂ ماثورہ	۸۲ تا ۸۸



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

خود ایعازی

علمائے نفسیات کی تحقیق کی رو سے ہمارے ذہن کا بیشتر حصّہ غیر شعوری یا تحت الشعور ہوتا ہے۔ انسانی شخصیت کی مثال برف کے اس انبار کی سی ہے جو سمندروں میں بہتا نظر آتا ہے، اس کا تھوڑا سا حصہ سطح سمندر کے اوپر اور باقی سب اسکے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے! یہ حصہ جس کو غیر شعوری یا تحت الشعور نفس کہتے ہیں، اہمیت کے لحاظ سے نفس شعوری سے کہیں زیادہ عظیم الشان ہوتا ہے! یہ نفس خارجی اثرات سے متاثر ہوتا ہے، شعوری نفس کے احکام کو قبول کرتا ہے، ان میں قوت اور شدت پیدا کرتا ہے، اور جس قسم کے خیالات اور تصورات شعوری نفس سے حاصل کرتا ہے ان ہی کے مطابق انسان کے جسم و جان کی تعمیر کرتا ہے! اسی لئے نفسیاتی تحقیق کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ انسان ہمیشہ ایجابی افکار پر اپنی توجہ کو مرکوز رکھے اور سلبی تصورات اور باطل خطرات سے اپنے قلب کو محفوظ رکھے ؏ یک تنقیۂ دماغ می باید کرد!

(Auto-Suggestion)

اس صداقت کو جو نفسیات تحلیلی (Psycho-analysis) کی جدید یافت نظر آتی ہے صوفیائے اسلام نے بڑی وضاحت اور لطافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ عارف رومی نے فکر یا اندیشہ ہی کو اصل انسانیت قرار دیا ہے اور تاکید کی ہے کہ خواطر یا خیالات کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے، ان ہی سے انسان کی مسرت یا عدم مسرت کا تعین ہوتا ہے، یہی وہ آلات ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنی جنت یا دوزخ کی تعمیر کرتا ہے!

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ　　مابقی استخواں و ریشۂ
گر گل است اندیشۂ تو گلشنی　　در بود خارے تو ہمہ گلخنی　　(رومی)

جامی سامی نے اس اصول کی اہمیت کو مان کر ہمیں نصیحت کی ہے کہ زندگی کا ہر لحظہ حق تعالیٰ کی یاد اور فکر میں بسر کرنا چاہیئے کیونکہ ان سے زیادہ کس کا تصور ایجابی یا قیمتی ہوسکتا ہے؟! اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم میں بھی کچھ عرصہ بعد اطلاقیت پیدا ہونے لگتی ہے اور اس سرور سے ہم آشنا ہونے لگتے ہیں جو حق تعالیٰ کی ذات میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے! جامی فرماتے ہیں:

گر در دلِ تو گل گزرد گل باشی　　ور بلبل بیقرار ابلبل باشی
تو جزوی و حق کل است گر روزے چند　　اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی　　(جامی)

جب یہ اساسی نفسیاتی اصول تمھاری سمجھ میں آجائے تو اب غور کرو کہ کیا تم ضعف و بیماری کا خیال دن رات ذہن میں رکھ کر حیات بخش صحت حاصل کرسکتے ہو؟ یہ ناممکن ہے! اگر تم تندرست رہنا چاہو تو تمھیں تحت الشعور نفس پر حیات پرور تصورات کو مرتسم کرنا چاہیئے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ بجائے ضعف و کمزوری

کے خیالات کے صحت و قوت کے خیالات پر ذہن کو مرکوز کیا جائے!

تمھیں نہ صرف حیات بخش صحت کی ضرورت ہے بلکہ ایک ایسا ماحول بھی درکار ہے جو تمھارے ساتھ کامل توافق رکھتا ہو اور جسمیں سعی اور عمل کے ذریعہ تم اپنی روح وجسم کے تمام ممکنات کا تحقق کرسکو! یہ اس صورت میں تو قطعاً ممکن نہیں جب تم نقص و تحدید، ضعف و فقر و ذلت کے سلبی اور تباہ کن تصورات سے اپنے باطنی معمار کو موت کی ضربیں لگاتے رہو! "ہر لحظہ نئا طور نئی برق تجلی" تو اسی صورت میں ممکن ہے جب تمھارے خیالات دلیرانہ، گفتار دلبرانہ، کردار قاہرانہ" ہو! یاد رکھو کہ گفتار و کردار نتیجہ ہیں خیالات و تصورات کا ع

تو جہانے بر خیالے بیں رواں (رومی)

لیکن گفتار کی اہمیت کچھ کم نہیں! کلمہ کُن ہی سے تو حق تعالیٰ نے عالم کو پیدا کیا تھا! اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[1] (پ ۲۳ ع ۴)۔ تم میں بھی حق تعالیٰ کی یہ صفات تقیدی طور پر موجود ہیں لہذا تمھیں کوئی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالنا چاہیئے جس کا مصداق تم اپنے خارجی ماحول میں موجود دیکھنا نہیں چاہتے!

جب حق تعالیٰ پر بھروسہ کرکے تم قوت کے ساتھ کہتے ہو کہ یہ چیز یوں ہونی چاہیئے تو بقول عارف رومی ع "مید ہد یزداں مراد متقین"، حق تعالیٰ تمھارے قول کی تردید نہیں کرینگے، تمھارے الفاظ میں وہ قوت پیدا ہو جائے گی جو تمھاری مراد کو خارج میں ظاہر کر کے رہے گی! متقیوں کے الفاظ میں قطعاً تخلیقی قوت ہوتی ہے! الفاظ کے اثرات کا تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا!

---

[1] جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔

یہاں پر تمھارے ذہن میں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ دیکھو! میں تو بیمار ہوں! ضعیف اور کمزور ہوں! مجھے خود اس کا احساس ہے تباہ کن احساس! اور مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ میں طفل تسلی سے کام لے کر یوں کہوں:
"میں اچھا ہوں! تندرست ہوں! چست و چالاک ہوں" واقعہ کے صریحاً خلاف یہ ایجابی بکواس آخر کس کام کی؟ اس کا کیا نتیجہ؟"

لیکن ذرا غور کرو کہ تم سے کہا کیا جا رہا ہے۔ تم سے محض اتنا کہا جا رہا ہے کہ ذہن کے عمل کا یہ بنیادی قانون ہے کہ وقت واحد میں وہ دو متضاد خیالات پر اپنی توجہ کو مرکوز نہیں کر سکتا۔ کیا حق تعالیٰ کی معیّت کے احساس کے بعد بھی تمھیں اپنے ضعف و کمزوری کا احساس باقی رہتا ہے؟ سلبی خیالات کے تباہ کن اثرات سے بچنے کا طریقہ بس یہی ہے کہ ان کی بجائے ایجابی خیالات کی طرف بہ تکلّف ذہن کو منتقل کیا جائے اور اس کام میں سہولت الفاظ، موزوں الفاظ قوت و حیات سے معمور الفاظ سے پیدا ہوتی ہے! تمھیں اپنی کمزوری کے احساس کے وقت ان الفاظ سے کام لے کر اپنی توجہ کو حق تعالیٰ کے انعامات، ان کے قرب و معیّت، احاطت و اقربیت کی طرف منتقل کر دینا چاہیئے! دعا کے الفاظ اس حالت میں بہت کام آتے ہیں! بیماری کی حالت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے الفاظ کو استعمال کر کے کہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ! حق تعالیٰ میں ضعیف و بیمار ہوں مجھے قوت و صحت عطا کیجئے اور اپنی بیماری کی طرف سے ذہن کو ہٹا کر اس قوتِ الٰہیہ کی طرف اس کو متوجہ کر دو جو تم میں موجود ہے اور تمھارے اشتراکِ عمل سے اپنا خارجی ظہور چاہتی ہے! اور

حضور انور صلعم کی اس ہدایت کو بھی یاد رکھو کہ تمھیں دعا کے وقت اجابت کا قوی یقین رکھنا چاہیئے (اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ[1])، اس لئے تمھیں اسکا قطعاً یقین رکھنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ تمھاری اس دعا کو شرف قبولیت عطا کر رہے ہیں! اسی طرح تم کیا یہ نہیں کہہ سکتے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ"! حق تعالیٰ میں محتاج و بے نوا ہوں، مجھے غنا نے قلبی عطا کیجئے! اور تمھارے قلب میں قوت کے ساتھ یہ یقین جاگزیں ہو کہ جس غنا او ر ثروت کی تم نے خواہش کی ہے وہ تمھاری طرف تیزی کے ساتھ آرہی ہے؟!

یہ ایمان کا راستہ ہے۔ ایمان شدّتِ یقین کا نام ہے، اس یقین کا کہ تمھاری مراد حاصل ہو کر رہے گی! ایمان ایک زبردست قوت ہے جو دائرہ غیب سے اشیاء کو حاصل کرتی ہے، مطلوبات کی تخلیق کرتی ہے! اس قوت کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا اور اقبال کی اس تہدید کو بھول نہ جانا:

سُن اے تہذیب حاضر کے گرفتار غلامی سے بتر ہے بے یقینی!!

یقین و ایمان ہاتھ سے جانے کے بعد رہ کیا جاتا ہے سوائے حزن و یاس، نالہ و فریاد، سینہ کوبی اور ماتم کے!

جب تم شفا کے لئے حق تعالیٰ سے دعا کرو تو تمھیں یہ کامل یقین رکھنا چاہیئے کہ تم اچھے ہو رہے ہو! حق تعالیٰ نے تمھیں شفا عطا کر دی اور تمھیں اس عطا کا شکر گزار ہونا چاہیئے! حق تعالیٰ کے متعلق تمھارا جیسا ظن ہوگا ویسا ہی تمھارے ساتھ معاملہ کیا جائے گا، ان ہی کا یہ ارشاد ہے: "اِنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ"! "میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان رکھے گا ویسا ہی میں اُس کے ساتھ پیش آؤنگا!

---

[1] تم دعا مانگو اور تم کو اس کے قبول ہونے کا یقین ہو!

اسی لئے حق تعالیٰ کے متعلق بدظنی قلب میں نہ آنی چاہیئے، وہ خیرِ محض ہیں، پسندیدہ ہیں اور کوئی ناپسندیدہ کام ان سے نہیں ہوتا! اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ بِیَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ[1]!

جامی از یارِ پسندیدہ مبر بد حاشا
کاں پسندیدہ بجز کارِ پسندے نکند

حق تعالیٰ سے تمھاری نسبتِ ایمانی جس قدر قوی ہوگی اسی قدر تمھارے کام آساں ہوتے جائیں گے! اسی نسبت ایمانی کو، اسی حسن ظن کو "اُنس سے" تعبیر کیا جاتا ہے اور جس کو حق تعالیٰ کا اُنس حاصل ہو گیا اس کو تمام دردوں کی دوا مل گئی!

انکہ شد اُنسش بشاہ فردِ خویش
یافت درماںہائے جملہ دردِ خویش! (رومی)

اگر تمھاری دعائیں قبول نہیں ہو رہی ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم نے اس پل کی تعمیر نہیں کی جس سے گزر کر حق تعالیٰ کی نعمتیں تم تک پہنچتی ہیں اور وہ ایمان وحسن ظن کا پل ہے۔ جب ہم حق تعالیٰ کا اُنس اپنے قلب میں پیدا کرتے ہیں اور اس کا اقرار بار بار کرتے ہیں تو گویا ہم اس پل کو تعمیر کرتے ہیں جس کے ذریعہ ہمیں حق تعالیٰ کے سارے انعامات حاصل ہو سکتے ہیں!

خود ایعازی (Auto - Suggestion) ایک قسم کی دعا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں ہمیں اس امر کا یقین ہوتا ہے کہ ہمارا مدعا حاصل ہو رہا ہے اور اجابتِ دعا کی وجہ سے ہم حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ خود ایعازی

[1] سب بھلائیاں تیرے قبضہ میں ہیں اور برائی تیرے طرف نہیں جاتی۔

میں ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں اپنا مقصود و مطلوب حاصل ہوگیا اور اس اقرار ہی کی وجہ سے ظواہر کے ماوراء ہوجاتے ہیں اور حقائق تک جا پہنچتے ہیں۔ اقرار و اعتراف نعمت کی وجہ سے ہمارا قلب ان سلبی صفات سے پاک ہوجاتا ہے جو نقص و تحدید، فقر و مرض و ذلت کی اصلی علّتیں ہوتی ہیں اور ان کی بجائے ان صفات کو پیدا کیا جاتا ہے جو متوافق و ہم آہنگ خارجی حالات کی تخلیق کا باعث ہوتی ہیں۔ اقرار و اعتراف نعمت سے جسم کے کیمیائی اجزا میں تدریجی طور پر تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور کامل صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم بار بار یقین کے ساتھ، حق تعالیٰ کی حول و قوت پر بھروسہ کر کے، کسی کام کو کرنے کی قابلیت کا اظہار کریں، تو گویہ قابلیت اس وقت ہم میں پوری طرح موجود نہ بھی ہو تاہم ان عناصر کی تخلیق ہونے لگتی جو ہم میں اس قابلیت کو پیدا کر دیتے ہیں اور بالآخر وہ کام کامیابی کے ساتھ انجام پا جاتا ہے۔

تمھیں صحت، وفور رزق، کامیابی، روحانی ترقی اور ہر قسم کے نقص و تحدید سے آزادی و نجات کی خواہش ہے تڑپ ہے! ان کے حصول کے لئے تمھیں اپنے قلب کا دربان بن جانا چاہیئے۔ جوں ہی کوئی سلبی یا تخریبی خطرہ تمھارے قلب میں خطور کرے، فوراً اس کی نفی کرو، اور اس کی بجائے ایجابی و تعمیری تصور کا موزوں و مناسب الفاظ میں ایجاب و اقرار کرو اور اس پر توجہ کو مرکوز کرو۔ ہر روز ایک نئی ایجابی دعا یاد کرو اور اسطرح سلبی تصورات سے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ! سونے سے پہلے ان ایجابی تصوّرات کی تکرار کرو! تم سوتے ہو گے لیکن تمھارا تحت الشعور نفس ان تصوّرات کے مطابق تمھارے جسم و جان

کی تعمیر میں مصروف رہے گا! اس طرح تجدیدِ ایمان و تجدیدِ یقین سے تمہارے جسم و جان کی تجدید مسلسل میں آئے گی، اور تم میں ایک نئی قوت پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے تم اپنے بلند ترین عزائم کی تکمیل کے قابل ہو جاؤ گے!

کامل گوید جہاں تمام واہی است   ناقص گوید کہ کوتہ و سہل است
شطرنج ہمہ عرصہ ہماں رخ است   ایں بردن و باختن ز علم و جہل است

(سحابی استرآبادی)



حصۂ اوّل

مراقبات یومیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعہ

"توحید"

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(۲)

حق تعالیٰ میرے اللہ آپ ہیں، میرے معبود و مستعان صرف آپ ہیں، نافع وضار آپ ہیں، میری تمام ضرورتوں اور حاجتوں کے پورا کرنے والے آپ ہیں، آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں! آپ میرے مولیٰ ہیں، میں آپ کا عبد ہوں، آپ میرے مالک ہیں، میں آپ کا مملوک ہوں، غلام ہوں، آپ میرے رب ہیں، میں آپ کا مربوب ہوں، آپ میرے حاکم ہو، میں آپ کا محکوم ہوں، چاکر ہوں، آپ میرے خالق ہیں، میں آپ کا مخلوق ہوں!

یارب در دل بغیر خود جا مگذار — در دیدۂ من گرد تمنا مگذار!

گفتم گفتم زمن نمی آید ہیچ — رحمے رحمے مرا بہ من وا مگذار! (ابوسعیدؒ)

حق تعالیٰ نافع وضار آپ ہی ہیں، آپ کے سوا کسی میں نہ نفع وضرر کی قوت ہے نہ طاقت! سود و زیاں، منع و عطا آپ ہی کی جانب سے ہے، خلق کی طرف سے

ہرگز نہیں! اذیت و بلا آپ ہی کی طرف سے ہے، مبتلا کرنے والے آپ ہی ہیں! میں ان لوگوں میں سے نہیں کہ دہ ومصیبت کے وقت سست ہوجاؤں اور آپ سے روگردان اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن جاؤں! نعمت وعطا بھی آپ ہی سے مجھے حاصل ہوتی ہے، اس کے حصول کے وقت میں خلق و اسباب دنیوی کو ایک ہاتھ تصوّر کرتا ہوں جو منہ میں لقمہ ڈالتا ہے، ظاہر ہے کہ ہاتھ بذاتِ خود ایک آلہ ہے، کسی دوسرے کے اختیار و تصرّف میں، منعم و معطی صرف آپ ہی ہیں! خلق مثل میّت کے ہے غسّال کے ہاتھ میں، یا گیند کی طرح ہے چوگان کے تصرف میں!

اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَارَآدَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ[1]

حق تعالیٰ کو اپنا رب جان کر، ان کو اپنا مولیٰ و مددگار مان کر اب میں نے غیر حق سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے اور بحکم تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا حق تعالیٰ ہی سے اپنا رشتہ جوڑ لیا ہے، اب ان کے سوا نہ کسی کے سامنے میرا ہاتھ پھیلتا ہے اور نہ کسی کے قدموں پر میرا سر جھکتا ہے:

دل اندر صمد باید اے دوست بست ۔۔۔ کہ عاجز ترست از صنم ہر کہ ہست (سعدیؒ)

حضرت شیخ جیلیؒ کا یہ قول ہمیشہ میرے پیشِ نظر ہے اور ہمیشہ رہے گا:

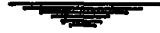
لَیْسَ الشِّرْکُ عِبَادَۃُ الْاَصْنَامِ بَلْ ھُوَ مُتَابَعَتُکَ لِھَوَاکَ وَاَنْ تَخْتَارَ مَعَ رَبِّکَ عَزَّوَجَلَّ سِوَاہُ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا فِیْھَا، فَمَا سِوَاہُ عَزَّوَجَلَّ غَیْرُہٗ، فَاِذَا رَکَنْتَ اِلٰی غَیْرِہٖ فَقَدْ اَشْرَکْتَ بِہٖ عَزَّوَجَلَّ غَیْرَہٗ[2]

(فتوح الغیب مقالہ ہفتم)

---

[1] اے اللہ آپ جو دیں اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو روکیں اس کا کوئی دینے والا نہیں اور آپ کی قضا کا کوئی ٹالنے والا نہیں، کسی قسمت والے کو قسمت نفع نہیں پہنچاتی۔ [2] شرک محض بت پرستی ہی نہیں [illegible]

غیر حق ہرچہ دولت را بر بود   سدِّ راہ تو ہماں خواہد بود
غیر حق یک ذرہ کاں مقصود تست   تیغ لا بر کش کہ آں معبود تست



(سلسلہ صفحہ ۱۵) کی پیروی بھی اسی حکم میں ہے اور حق تعالیٰ کے ہوتے ہوئے کسی شئے کو ان کے سوا دنیا و عقبیٰ و ما فیہا سے اختیار کرنا ہے، کیونکہ جو کچھ حق تعالیٰ کے سوا ہے وہ غیر اللہ ہے، جب تو غیر کی طرف مائل ہوا تو گویا تو نے حق تعالیٰ کا شریک ٹھیرایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شنبہ

توکل علی اللہ

"وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ"[1]

—(٭)—

میں نے اپنے سارے کام وکیل "علی الاطلاق" کی تدبیر کے تفویض کر دئے ہیں اور اپنی تدبیر و اختیار، حول و قوت سے منخلع ہو گیا ہوں! یہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد کی متابعت میں ہے:

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ[2]!

ہر امر کا مرجع حق تعالیٰ ہی کی ذات ہے! ان ہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں اور ان ہی پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں! جس طرح اولاً انہوں نے سارے کام اپنے ذمہ لئے ہیں اسی طرح آخراً بھی وہی ان کے متولّی ہیں! جب میں رحم مادر میں غائب تھا، یا گھوارہ میں شیر خوار تھا، نہ عقل تھی نہ فکر و تدبیر، نہ اختیار تھا

---

[1] اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم ایماندار ہو۔ [2] آسمان و زمین کی چھپی تدبیریں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں! اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو۔

نہ قوت و قدرت پرورش، اس حالت میں بھی انہوں نے اسباب و آلاتِ تن،
مہیا فرمائے، جان عطا کی، کیا اب وہ مجھے بھول جائیں گے؟ حَاشَا وَ کَلَّا۔

فراموشت نہ کرد ایزد دراں حال — کہ بودی نطفۂ مدفون و مدہوش!
روانت داد و عقل و طبع و ادراک — جمال و حسن و رائے و فکرت و ہوش!
دہ انگشت مرتب کرد بر کف — دو بازویت مرتب ساخت بر دوش!
کنوں پنداری اے ناچیز ہمّت — کہ خواہد کردنت روزے فراموش! (سعدیؒ)

میں جانتا ہوں کہ دراصل کام کرنے والے، فاعلِ حقیقی، حق تعالیٰ ہی ہیں،
اور وہ مجھ پر ستر ماؤں سے زیادہ مہربان ہیں، اب میں ان پر بھروسہ نہ کروں تو
کس پر کروں؟

"قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا"[1]

"ہر کہ در میدان تفویض افتاد مرادات او را ہمچنان در کنار نہند کہ عروس
را در کنار نوشہ دارند"

"كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا"[2]

---

[1] وہی رحمت کرنے والا ہے اس پر ایمان لایا اور اسی پر بھروسہ کیا۔
[2] اللہ تعالیٰ پورا سرپرست اور پورا مددگار ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یکشنبہ

صبر

اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ[1]

—(⁂)—

"ہم پر کوئی حادثہ یا مصیبت نازل نہیں ہو سکتی مگر وہی جو حق تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمائی ہے، وہ ہمارے مولیٰ ہیں، آقا ہیں، ہمیں اپنے سب کام ان ہی کے سپرد کر دینے چاہئیں۔"

قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ ھُوَ مَوْلٰنَا ۚ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ[2]

شاد و خنداں پیش تیغش سر بنہ　　ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ　(رومی)

ہر مصیبت کا ورود حق تعالیٰ ہی کے حکم و ارادے سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ میرے مولیٰ ہیں اور مجھ پر رحیم ہیں تو اب جو کچھ بھی ان کی طرف سے آئے گا اس میں بے پایاں رحمت بھی ہوگی اور بے اندازہ حکمت بھی! اسی لئے میرے

---

[1] ایمان والو موجودہ مصائب پر صبر کرو، دوسروں کے ساتھ صبر و استقلال سے کام لو اور ایسے کاموں میں ثابت قدم رہو جس کا وقت ابھی نہیں آیا۔ [2] آپ کہہ دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے

لئے صبر، توافق بالقضا، حفظ حال، اعراض عن الاعتراض، رضا بالعطا لازمی ہے۔

"قِفْ مَكَانَكَ وَلَا تَجَاوَزْ حَدَّكَ حَتّٰى يَاتِيَكَ الْفَرَجُ مِنْ اَمْرِكَ بِالْقِيَامِ فِيْمَا اَنْتَ فِيْهِ"[۱]　(شیخ جیلیؒ)

"اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ"

میں جانتا ہوں کہ صبر کا مجھے شدت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے اور ترک صبر سے ڈرایا گیا ہے (واتقوا اللہ) کیوں؟ اس لئے کہ ساری خیر و سلامتی صبر ہی میں ہے! حضور انورؐ نے صبر کے متعلق فرمایا ہے: اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ كَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ، یعنی جس طرح سر بریدہ انسان زندہ نہیں رہ سکتا، اسی طرح ایمان بلا صبر کامل نہیں ہو سکتا، دوسری جگہ صبر کو کل ایمان قرار دیا گیا ہے: اَلصَّبْرُ الْاِيْمَانُ كُلُّهٗ

یکسر چوں شمع جسم تو خواہی کہ جاں شود　　در زیر تیغ حادثہ پا را نگاہ دار　(حزیں)

میں جانتا ہوں کہ ہر شئی کا ثواب اس کے اندازہ اور مقدار کے مطابق دیا جاتا ہے لیکن صبر کا ثواب بے حد و اندازہ ہوتا ہے: اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ اجر و معاوضہ سے زیادہ صبر پر میں حق تعالیٰ کا محبوب قرار پاتا ہوں، وہ مجھ سے محبت کرنے لگتے ہیں! وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ۔ میں ان کی نگاہوں کے سامنے ہو جاتا ہوں: وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا اور رحمتِ عام و رحمت خاص میرے ساتھ مختص ہو جاتی ہے: اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔ جب میں درد، گریز پا، سریع الزوال فانی درد کو صبر کے ساتھ برداشت کر لیتا ہوں تو مجھے اس کے معاوضہ میں کیا کیا مل رہا ہے، کن کن چیزوں کا وعدہ ہو رہا ہے؟ اور کون وعدہ کر رہا ہے؟!

(سلسلہ صفحہ ۱۹) وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ ہی کے تو سب مسلمانوں کو ایسے کام سپرد رکھنے چاہئیں۔

[۱] اپنی جگہ پر ٹھیرے رہو اپنی حد سے آگے نہ بڑھو اس وقت تک کہ کشادگی اسی کی طرف سے آئے جس نے تمہیں اس حالت میں وہاں ٹھیرایا ہے۔

اگر میرے دل میں ایمان کی شمع روشن ہے، اگر وہ غلاف میں نہیں باندھ دیا گیا ہے یا اوندھا نہیں ہوگیا ہے، اگر وہ زندہ ہے اور ادراک کی قوت رکھتا ہے تو کیا دردوغم اس کے لئے نعمت بے بہا نہیں؟ کیا وہ اس سے متلذذ نہیں ہوگا، اس کا مشتاق نہ ہوگا اور فرطِ اشتیاق میں یہ چیخ اس کی زبان سے نہیں نکلے گی:

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی!

کیا اس کی آرزو نہ ہوگی کہ:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے!

میں جانتا ہوں کہ یوں بھی حزن وغم کا زمانہ اپنی مدت کو ختم کرکے گزر ہی جاتا ہے، جس طرح رات گزر کر دن نکل آتا ہے، سردی کا موسم ختم ہوکر گرمی کا زمانہ آجاتا ہے!

"لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ وَلِكُلِّ بَلِيَّةٍ غَايَةٌ وَمُنْتَهًى وَنِفَاذٌ"[۱]

اے دل صبور باش ومخور غم کہ عاقبت
ایں شام صبح گردد وایں شب سحر شود! (حافظ)

میرا ایمان ہے کہ صبر دنیا وآخرت دونوں عالم میں ہر خیر وسلامتی کی اصل ہے اور بندۂ مومن صبر ہی کے ذریعہ رضا وموافقت مولیٰ کے مقام تک عروج کرتا ہے اور اس کے افعال افعال الٰہیہ میں فنا ہوجاتے ہیں، اب نہ اس کا کوئی ارادہ باقی رہ جاتا ہے نہ کوئی خواہش، نہ فعل نہ اختیار، وہ ارادہ وفعل حق میں غائب وفانی ہوجاتا ہے،

---

[۱] ہر وقت کا نوشتہ ہے اور ہر وقت کا انجام۔

آمد خبرے ز آمد او

من بعد خبر نماند مارا

فَحَصَلَتْ لَهُ الرَّاحَةُ الْكُبْرٰى وَالْجَنَّةُ الْمُعَجَّلَةُ

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ [۱]

(شیخ جیلی)



---

[۱] اس کو بڑی راحت حاصل ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت میں فوری جنت مل جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوشنبہ

"شکر"

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ [1]

—(٭)—

میرا یہ ایمان ہے کہ ہر نعمت دراصل حق تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا کی جاتی ہے: وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ ! اس لئے میں اس کی نسبت نہ اپنے نفس اور اس کی حول و قوت و حرکت و کسب کی طرف کرونگا اور نہ انکی طرف جن کے ہاتھوں سے یہ نعمت آئی ہے، اس لئے کہ میں اور یہ تمام ظاہری ذریعے صرف اسباب و آلات وادوات نعمت ہیں اور فی الحقیقت قاسم و مُجری و فاعل و مُسبّب و مُوجِد حق تعالیٰ ہی ہیں، اور دراصل وہی شکر کے مستحق ہیں ! اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ میرے دوست نے اپنے نوکر کے ہاتھ سے میرے لئے ہدیہ بھیجا، میری نظر نوکر کی طرف نہیں جاتی بلکہ ہدیہ بھیجنے والے دوست کی طرف جاتی ہے! جن کی یہ نظر نہیں انہیں کے حق میں فرمایا گیا ہے:

---

[1] تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے وہ اللہ کی ہے۔

"یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ"[1]

یہ جان کر کہ مجھے ظاہر و باطن کی جتنی نعمتیں حاصل ہیں وہ سب حق تعالیٰ ہی کی عطا کردہ ہیں، جیسا کہ ان کا ارشاد ہے: اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً[2] اور اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا[3]، میں حق تعالیٰ ہی کی عبادت و اطاعت میں اپنے اعضاء و جوارح کو استعمال کرونگا، اور جس امر میں حق تعالیٰ سے روگردانی کرنی پڑے اس میں خلق کی ہرگز اطاعت نہ کروں گا۔ خلق سے میری مراد نفس و ہوی، ارادہ اور آرزو اور تمام مخلوقات ہیں، کیونکہ حق تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

دل و زبان و اعضا کے شکر کی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں، یہ ان کا قطعی وعدہ ہے، اس میں کسی استثناء کی گنجائش نہیں: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ[4]: اجابتِ دعا، رزق و غنا، توبہ و مغفرت کا انحصار اپنی مرضی پر رکھا ہے لیکن شکر کے عوض زیادتیٔ نعمت کا حصول بلاتخلف ہے، اسی لئے حضور انور صلعم نے فرمایا:

"مَنْ نَزَلَتْ اِلَيْهِ نِعْمَةٌ فَلْيَشْكُرْهَا"[5]

سیّدِ مرسلاں و مرسل راز | داد فرماں بشکرِ نعمت و ناز
گلِ نعمت برائے ہر کہ شگفت | شکر آں روز و شب بباید گفت

میں جانتا ہوں کہ سلب نعمت کا موجب میرا ہی کوئی ناشائستہ فعل

---

[1] "وہ دنیا کی حیات ظاہری کو جانتے ہیں اور یہی لوگ آخرت سے غافل ہیں" (دیکھو فتوح الغیب مقالہ ۵۹) [2] "اللہ نے تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کر دیں"۔ [3] اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم ان کا احاطہ نہ کر سکو گے۔ [4] اگر تم شکر کرو تو یقیناً ہم نعمتوں (اور) اضافہ کرتے ہیں۔ [5] جس کو ملے وہ شکر ادا کرے۔

ہوتا ہے، میری ہی ناشکری و ناقدری ہوتی ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [1] (پ ۱۰ ع ۳)

میں اپنی نعمتوں کا جائزہ لیتا رہوں گا، "مجھے نعمت[1] نفع" حاصل ہے: صحت و عافیت سے ہوں، لذتوں و راحتوں سے متمتع ہوں ؛ "نعمت[2] دفع" بھی مجھے میسّر ہے: امراض و بلاؤں سے محفوظ ہوں، دشمنوں اور مخالفوں کے شر سے محفوظ ہوں۔ "مجھے نعمت[3] توفیق" بھی ملی ہے: ایمان و توحید، صدق و استقامت حاصل ہیں۔ "نعمت[4] عصمت" بھی مجھے نصیب ہے: کفر و شرک بدعت و فسق و غفلت عن الحق سے محفوظ ہوں! ان نعمتوں کی تفصیلات و جزئیات پر نظر کر کے میرا قلب چیخ رہا ہے:

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد　　احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتنِ من زباں شود ہر موئے　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد (ابوسعیدؒ)

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ!

"اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ فِيْ بَلَائِكَ وَصَنِيْعِكَ اِلٰى خَلْقِكَ، وَلَكَ الْحَمْدُ فِيْ بَلَائِكَ وَصَنِيْعِكَ اِلٰى اَهْلِ بُيُوْتِنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِيْ بَلَائِكَ وَصَنِيْعِكَ اِلٰى اَنْفُسِنَا خَاصَّةً، وَلَكَ الْحَمْدُ بِمَا هَدَيْتَنَا، وَلَكَ الْحَمْدُ بِمَا اَكْرَمْتَنَا، وَلَكَ الْحَمْدُ بِمَا سَتَرْتَنَا، وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْقُرْاٰنِ،

---

[1] یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں، بدل ڈالتے۔

وَلَكَ الْحَمْدُ بِالْاَهْلِ وَالْمَالِ ، وَلَكَ الْحَمْدُ
بِالْمُعَافَاةِ ، وَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰى تَرْضٰى ، وَلَكَ الْحَمْدُ
اِذَا رَضِيْتَ يَآاَهْلَ التَّقْوٰى وَاَهْلَ الْمَغْفِرَةِ[1] "

---

[1] اس جامع ثناء کا نظم میں اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے:

عام مخلوقات کے ساتھ اے خدا — خود ہماری ذات کے ساتھ اے خدا
اور ہمارے گھر میں ہیں جو مرد و زن — ساتھ ان لوگوں کے بھی اے ذوالمنن
سب کے شامل جو نوازش ہے تری — دکھ میں سکھ میں آزمائش ہے تری
دکھ میں صبر اور سکھ میں سب کے شکر کا — امتحاں کرتا ہے جو ہے تو اے خدا
حمد ہے اس پر ترے ہی واسطے — ہے ثناء و شکر تیرے ہی لئے
ہم کو دکھلا دی جو تو نے ٹھیک راہ — اور ہمیں بخشی جو عزت اور جاہ
پردہ پوشی جو ہماری تو نے کی — اور ہماری جرم بخشی تو نے کی
اور دیا ہم کو جو تو نے اہل و مال — اور کیا قرآں عطا اے ذوالجلال
ان سب احسانوں پہ بے حد و قیاس — ہے ترے ہی واسطے حمد و سپاس
ایسے ہوں وہ شکر اور حمد و ثناء — جن سے تو ہو جائے راضی اے خدا
اور پھر تیری رضا مندی پہ بھی — شکر تیرے ہی لئے ہے اے غنی
تو ہی ایسا ہے زبردست و غیور — جس سے ڈرنا چاہیئے سب کو ضرور
اور تو ہی مغفرت کا اہل ہے — سب کی بخشائش تجھی پہ سہل ہے

(مناجات مقبول از مولانا اشرف علی تھانویؒ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سہ شنبہ

معیّت حق تعالیٰ

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ[1]

"اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا"

میرا ایمان ہے کہ میرے مولیٰ، میرے مالک، میرے پروردگار میرے ساتھ ہیں، میرے قریب ہیں، اقرب ہیں! ان کی معیت و قرب کی وجہ سے مجھے "علوئے تمکین" حاصل ہے! میں تمام اشیاء سے غنی ہوں، "میں غنی بالشی" نہیں ہوں، "غنی عن الشی" ہوں! حق تعالیٰ کو اپنے پاس رکھ کر مجھے کس چیز کی خواہش ہو سکتی ہے؟ کیا مجھے حق تعالیٰ کی قدر نہیں، ان سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟

کیست زو بہتر بگو اے ہیچ کس — تا بداں دل شاد باشی یک نفس؟
من نہ شادی خواہم و نے خسرویؔ — انچہ می خواہم من از تو ہم توئی! (رومی)

میری زندگی کا مقصود حق تعالیٰ ہیں، ان ہی کی عبادت و عبودیت،

---

[1] حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں تم جہاں بھی ہو، وہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔

ان ہی کا ذکر ان ہی کی فکر، ان ہی کی یافت، ان ہی کا شہود!

از زندگیم بندگیٔ تست ہوس بر زندہ دلاں بے تو حرام است نفس
خواہد ز تو مقصود دل خود ہر کس جامی ز تو خود تراہمی خواہد و بس (جامی)

قرب حق میں جو زندگی بسر ہوتی ہے وہ تمام ظاہری و باطنی نعمتوں اور مسرتوں سے مالا مال ہوتی ہے! حق تعالیٰ کی ذات کمال مطلق ہے، سرور محض ہے، جس نے اپنا تعلق ذاتِ حق سے پیدا کرلیا وہ کامیاب و کامراں ہوا! مسرور و شادماں رہا!

عمر خوش در قرب جاں پروردن ست عمرِ زاغ از بہر سرگیں خوردن ست (رومی)

اور دنیا کے آرام و آسائش کو جس نے مقصود بنایا وہ خائب و خاسر ہوا! "مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّہٖ یَسْلُکْہُ عَذَابًا صَعَدًا"[1]! غم و حزن پشیمانی و پریشانی اس کی قسمت کی تحریر ٹھیری!

گر گریزی با امید راحتے ہم از انجا پیشت آید آفتے
ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست (رومی)

حق تعالیٰ کے بغیر زندگی عذاب ہے! موت ہے، زندگی نہیں! ان کے بغیر آبِ حیات بھی آگ سے کم نہیں!

زندگی بے دوست جاں فرسودن است مرگ حاضر غائب از حق بودن است
عمر و مرگ ایں ہر دو با حق خوش بود بے خدا آبِ حیات آتش بود (رومی)

میری زندگی کا مقصود جب حق تعالیٰ ہیں اور وہ میرے ساتھ ہیں، میرے قریب ہیں تو مقصود مجھے حاصل ہے! ان ہی کی صحبت میں دنیوی زندگی

---

[1] جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

کے یہ چند روز بسر کروں گا اور موت کے ساتھ ہی وہ مجھے اپنے دیدار سے مشرف فرمائینگے، یہ ان کا وعدہ ہے، "لَابُدَّ مِنْ لقائی"۔

آزمودم من ہزاراں بار بیش
بے تو شیریں می نہ بینم عمر خویش (رومی)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چہار شنبہ

"رزق"

"وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا"[1]

حق تعالیٰ نے خود میرے رزق کا ذمہ لیا ہے اور اپنے وعدہ کو قسم کھا کر پختہ اور موکّد کیا ہے اور مثال کے ذریعہ مفہوم کو واضح فرمایا ہے:

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ، فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ

فی السّماء رزقکم نشنیدهٔ　　اندریں پستی چہ بر چفسیدهٔ
جملہ را رزّاق روزی مے دہد　　قسمت ہر یک بہ پیشش می نہد (رومی)

سچ ہے جو درخت بوتا ہے، وہی سینچتا بھی ہے! خلقت کو وہی مدد دیتا ہے، ان کا رزق وہی فراہم کرتا ہے جو ان کا خالق اور پروردگار ہے! مخلوق کے لئے یہ عقیدہ کافی ہے کہ ان کا خالق ان کے لئے کافی ہے:

---

[1] کوئی رینگنے والا بھی زمین پر ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ؟

حق تعالیٰ میرے آقا ہیں، مالک ہیں، میں ان کا غلام ہوں۔ اب آقا پر غلام کا نفقہ ضروری ہے جس طرح کہ غلام پر آقا کی اطاعت واجب ہے! اگر میں ان کا ہو رہوں ان کے سوا نہ کسی کے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاؤں اور نہ کسی کے آگے جبین نیاز خم کروں تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنا حق ادا نہ کریں؟ کیا ان کا یہ قطعی وعدہ نہیں؟

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ
وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ !

حق تعالیٰ کے سوا جب میرا رزق دینے والا کوئی نہیں تو میں اب رزق کے معاملہ میں ساری کائنات سے بے نیاز ہوں! جس روز سے میں نے حق تعالیٰ کو اپنا الہ اور رزّاق قرار دے لیا ہے اسی روز سے خوف کا بھاری پتھر میرے سینہ سے اُٹھ چکا ہے! اب میں قطعاً کسی کا محتاج نہیں رہا! نہ مجھے کسی سے امید ورجا ہے اور نہ کسی سے خوف وہراس!!

رزق از وے جو، نہ از زید و عمر　　مستی از وے جو، نہ از بنگ و خمر
منعمی زو خواہ نے از گنج و مال　　نصرت از وے جو، نے از عم و خال (رومی)

حق تعالیٰ سچے، ان کا وعدہ سچا، مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا، ان سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے، میں اپنے رزق کے متعلق بے فکر ہوں، میرا رزق مقسوم قطعاً مجھے پہنچ کر رہے گا، میں چاہوں یا نہ چاہوں میرا رزق مجھے مل کر رہے گا، وہ مجھ پر عاشق ہے، وہ مجھ سے جدا کیسے رہ سکتا ہے؟

گر بخواہی ور نخواہی رزق تو　　پیش تو آید دواں از عشق تو
آنچنانکہ عاشقی بر رزق و زار　　ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار
گر تو تشنابی بیابد بر درت　　در تو بشتابی، دہد در بر درت! (رومی)

بہرحال اتباعِ نبوت میں طلبِ رزق میں اسبابِ قطعی کی حد تک میں کوشش بھی کروں گا، لیکن میرے قلب میں فکر و تردد کا نشان تک نہ ہوگا! "اِجْمِلُوا فِی الطَّلَبِ"[1] کا حکم میرے پیش نظر ہوگا! طلب کو رزق کے حصول کا مستقل سبب یا قطعی علت قرار نہ دونگا، کیونکہ اس روحانی قانون کا مجھے علم ہے کہ "بعد از طلب می یابم امانہ بطلب می یابم" طلب و جستجو مرادیابی کی مستقل علت نہیں، معاملہ محض فضل پر منحصر ہے، ہاں جستجو ضرور کی جائے، عادتِ الٰہی یہی ہے کہ حرکت میں برکت دیتے ہیں!

بجستجوئے نیابد مراد دلی　　کسے مراد بیابد کہ جستجو دارد!

اپنے رزق سے میں وجوہ خیر میں بوجہ اللہ جس قدر خرچ کرتا جاتا ہوں اتنا ہی زیادہ عطا کیا جاتا ہے! اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ کا وعدہ سچا ہے، مجھے کمی اور قلت کا کوئی ڈر نہیں: لَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا! کیا حق تعالیٰ نے صاف طور پر نہیں فرمایا:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔[2]

میں وفورِ رزق پر حق تعالیٰ کا دل، زبان، عمل سے شکر گزار ہوں اور شکر سے میرے رزق میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ۔

٭٭٭

---

[1] طلبِ رزق میں باوقار رہو۔ [2] جو تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ بعد میں اور دیدیتے ہیں اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پنجشنبہ

رفع خوف و حزن

مقصود زندگی حق تعالیٰ ہیں! ان ہی کی معرفت، ان ہی کی عبادت، ان ہی سے ہر معاملہ میں استعانت، ان ہی کی یافت، ان ہی کا شہود! اور یہ مقصود بحمد اللہ مجھے حاصل ہے!

از زندگیم بندگیٔ تست ہوس | بر زندہ دلاں بے تو حرام است نفس
خواہد ز تو مقصود دل خود ہر کس | جامیؔ ز تو خود ترا ہمی خواہد و بس

حق تعالیٰ کے سوا ساری چیزیں حجابات ہیں، مقصود نہیں، ان کا کلی حکم یہ ہے!

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ [1]

میری زندگی کے یہ مصائب، یہ الم ناک واقعات، یہ دردناک حادثات حق تعالیٰ ہی کی مشیّت اور ارادہ سے وقوع پذیر ہو رہے ہیں! وہی ان کے خالق مخترع ہیں، آمر و حاکم ہیں، فاعل ہیں، علّتِ حقیقی ہیں!

---

[1] جو تم سے چھوٹ جائے اس پر غمگین نہ ہو اور جو تمہارے ہاتھ آئے اس پر اتراؤ نہیں۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا[1]

ایسا تو ہرگز نہیں کہ یہ ان کی مشیّت، ارادے، حکم یا مرضی کے بغیر واقع ہونے ہوں، یا وہ ان سے غافل ہوں! نہیں، فاعل حقیقی وہی ہیں، جان کر ہر چیز کو پیدا کرتے ہیں: أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ!

حق فاعل و ہر چہ جز حق آلات بود — تاثیر ز آلت از محالات بود

ہستی کہ مؤثر حقیقی ست یکیست — باقی ہمہ اوہام و خیالات بود (جامی)

جب ہر واقعہ کا ظہور حق تعالیٰ ہی کے علم وحکم سے ہو رہا ہے، اور حق تعالیٰ میرے مولیٰ ہیں اور مجھ پر رحیم ہیں، رؤف ہیں، تو جو کچھ بھی ان کی طرف سے پیش آئے گا اس میں رحمت بھی ہوگی اور حکمت بھی! اسی لئے میں اپنے ارادے کو حق تعالیٰ کے ارادے اور مرضی کے تحت کر دیتا ہوں، ان کے فعل سے راضی ہو جاتا ہوں! وہ میرے مولیٰ ہیں، ستر ماؤں سے زیادہ مجھ پر شفیق ہیں، ہر ضیق سے وہ مجھے نجات دیں گے!

آں کسے راکہ چنیں شاہے کُشد — سوئے بخت و بہتریں جائے کشد!

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد — آنچہ در وہمت نیاید آں دہد!

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ!

قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ![2]

---

[1] کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہے قبل اس کے ہم ان جانوں کو پیدا کریں۔
[2] کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اسی پر جم جا۔

حصۂ دوم

خاص مُراقبات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

الفاظ

—(٭)—

میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ الفاظ میں عظیم الشان قوت مستور ہوتی ہے!
یہ انسان کے قلب میں زلزلہ پیدا کرتے ہیں اور خیالات میں طوفان! خارجی
ماحول کی تعمیر و تخریب میں ان کا اثر نہایت قوی ہوتا ہے!

شاد از سخن آدمی و غمناک شود — پیدا ز سخن جوہر ادراک شود!
کافر کہ نمی شود بصد دریا پاک — بیحرف و سخن بہ یک سخن پاک شود (مرزا مظہر جانجاناں)

ہر لفظ جو میری زبان سے نکلتا ہے اس کا ایک نامعلوم دفتر میں اندراج ہوتا
ہے اور اس کی جواب دہی مجھے ایک روز کرنی پڑتی ہے!

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ [1] (پ ۲۶ ع ۱۶)

اب میری زبان سے وہی الفاظ نکلتے ہیں جو حق و صداقت سے مملو ہوتے
ہیں، جو قطعاً ایجابی ہوتے ہیں، سلبی نہیں! جن میں زندگی ہوتی ہے، قوت ہوتی
ہے جو قلوب میں مسرت و فرحت پیدا کرتے ہیں، جو محبت و شفقت سے لبریز
ہوتے ہیں! جو ٹوٹے دلوں کو جوڑتے اور ان کو امید و رجا سے بھر دیتے ہیں!

---

[1] وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتے مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے۔

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ[1]

جو الفاظ میری زبان سے نکلتے ہیں وہ میری طرف خالی لوٹ کر نہیں آتے بلکہ اس مقصد کی تکمیل کرتے ہیں جس کے اظہار کے لئے وہ میری زبان سے نکلتے ہیں ان میں قوت عمل کوٹ کوٹ کر بھری ہے، حق تعالیٰ کی تخلیقی قوت ان میں کام کر رہی ہے۔

میں جو کہونگا انشاءاللہ وہ ہو کر رہے گا! کیونکہ کوئی جملہ حق تعالیٰ کی رضا کے خلاف میری زبان سے نہ نکلے گا! جس تمنّا کا توکّلاً علی اللہ اظہار کرونگا اس کو تکمیل ہو کر رہے گی! جو حق تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہوتے ہیں۔

کَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا وَّ کَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا[2] (النساء، ۷)

میں جانتا ہوں کہ الفاظ کا اثر کائنات کے غیر مری روحانی جوہر پہ ہوتا ہے لہذا میں جہاں بھی جاؤں گا ایسے الفاظ کا استعمال کرونگا جو دوستی اور محبت ہی کی فضا پیدا کریں گے! میرے الفاظ سے سارے جہاں میں روشنی ہوگی اور قلوب کی تاریکی دور ہوگی!

می تواند نفس کرد جہاں را روشن
ہر کہ چوں صبح بر آرد بتأمّل دم را (صائب)

مجھے کامل یقین ہے کہ میرے الفاظ سے میرے جسم اور جان دونوں کی تجدید عمل میں آئے گی! جان کی تجدید کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ کافی ہے اور اللہ کا پیارا لفظ روح کی بالیدگی کا ضامن اور جسم کی پرورش کے لئے یہ الفاظ ہیں:

---

[1] اللہ تعالیٰ کے ہاں فرائض کے ادائی کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ مسلمان کے دل کو خوش کیا جائے (حدیث)، [2] اللہ تعالیٰ کامل سرپرست اور پورا مددگار ہے۔

حَصَّنْتُ نَفْسِي بِالْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا وَدَفَعْتُ عَنْهَا

اَلسُّوْءَ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1]

میں حق تعالیٰ کی حول و قوت سے تعمیری الفاظ کے ذریعہ نئے ماحول کی تخلیق کر رہا ہوں اور ہر لفظ جو میری زبان سے نکلتا ہے توافق ہم آہنگی اور حسن و جمال کی تخلیق کرتا ہے!

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے ورائے عقل ہیں اہل جنوں کی تدبیریں (اقبال)

میرے الفاظ میری روح ہی کا ظہور ہیں، اس لئے وہ زندہ ہیں، مردہ نہیں!
ان میں زبردست قوت ہے، توانائی ہے، ان سے میں امن و طمانیت کی وہ عمارت تعمیر کرونگا جو خلل سے خالی ہوگی!

الفاظ میں قوت حیات ہوتی ہے! میں حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس قوت تخلیقی کا انکشاف میری ذات میں فرمایا میں اب اس کا استعمال حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے کروں گا!

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيْمِ سُلْطَانِكَ[2]

---

[1] یہ دعائے حصار ہے، صبح و شام یعنی بعد فجر اور بعد مغرب تین تین بار پڑھنا چاہیئے، انسان ہر آفت و بلا سے محفوظ رہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں: جس نے اپنی ذات کو محفوظ کر لیا اس حی و قیوم کی حفاظت سے جسکو موت نہیں اور برائی کو لاکھوں بار لا الٰہ الا اللہ کہہ کر اس سے دور کیا۔ [2] اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے جو تیری عظیم ذات اور حکومت عظیمہ کے لائق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲)

صحت



تجدید ایمان کی وجہ سے میرے جسم کی تجدید عمل میں آرہی ہے، میرے جسم کا ہر ذرہ بدل رہا ہے، مجھے نئی ہستی، نیا وجود مل رہا ہے، ضعف کی جگہ قوت، مرض کی بجائے صحت، توانائی اور حیات حاصل ہو رہی ہے! میں نے اپنا رخ مبدء نور کی طرف کر لیا ہے!

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ[1] (۳ مرتبہ)

میں جانتا ہوں کہ میرا حقیقی نفس (جس کو میں روح سے تعبیر کرتا ہوں) بیمار نہیں ہو سکتا! میری روح نور مقید ہے، قطرۂ نور ہے، سراپا سرور ہے! صحت و قوت کا مبدء ہے!

قطرۂ نوری سراپا نور باش
بگزر از غم[12] دائما مسرور باش (رومی)

ہر دن ہر گھڑی میری زندگی تازہ و توانا ہوتی جا رہی ہے! میرے جسم کے ہر

---

[1] اے اللہ میرے بدن کو عافیت عطا کیجئے، میرے کانوں کو عافیت عطا کیجئے، میری آنکھوں کو عافیت عطا کیجئے، آپ کے سوا میرا کوئی معبود و رب نہیں!

[12] غم

ذرّہ ذرّہ سے توانائیوں کا چشمہ ابل رہا ہے!

ہر روز میں جامِ صحت نوش کر رہا ہوں اور حق تعالیٰ کا حلم و کرم مجھے عافیت عطا فرما رہا ہے:

یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ اِشْفِنِیْ [1] (دس مرتبہ)

میرے قلب میں جذبات ایمانی زندہ ہیں، حق تعالیٰ کی محبت سے میرا سینہ معمور ہے، اسی محبت کے نور نے میرے قلب و بدن کو نورانی کر دیا ہے، میرے وجود کا ہر ذرہ نورانی ہو گیا ہے، نور ہو گیا! یہ نتیجہ ہے میری اس دعا کا:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" [2]

اس نور نے میرے قلب کو سکون، میرے نفس کو اطمینان، میرے بدن کو راحت عطا کی ہے، میں اب سراپا نور ہوں، دائماً مسرور ہوں قلب و نفس و بدن کی اس راحت و سرور کا نتیجہ صحت ہے، عافیت ہے، سلامتی ہے، نجات ہے، بیماری سے، آزار سے، ضعف اور کمزوری سے!

لَا بَأْسَ، اِذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُكَ فَاشْفِنِیْ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا [3]

اب خلق کی طرف سے میرے قلب میں نہ غیظ و غضب ہے، نہ حزن و غم! ایمان کی آنکھ نے دیکھ لیا کہ وہ نافع ہیں نہ ضار! نفع و ضرر، سود و زیاں، منع و عطا حق کی جانب سے ہے، خلق کی طرف سے ہرگز نہیں! بلا و آزار کے وقت خلق و اسباب کو حق تعالیٰ کی طرف سے وہ تازیانہ تصور کرتا ہوں جو طلب و تقرب کے لئے مجھ کو لگایا جاتا ہے تاکہ میں خوابِ غفلت سے جاگ جاؤں!

---

[1] اے حلیم و کریم خدا مجھے شفا عطا کیجئے۔ [2] اے اللہ میرے نفس کو نورانی کر دیجئے اور مجھے نور کر دیجئے۔ [3] کچھ خوف نہیں، اے خلق کے پالنہار صحت عطا کر، تو ہی صحت دینے والا ہے، صحت تیری ہی دی ہوئی ہے، تو مجھ کو ایسی صحت دے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْیَیْتَنِیْ[1]

اذیت و بلا حق تعالیٰ کی طرف سے ہے، مبتلا کرنے والے حق تعالیٰ ہیں! میں ان لوگوں میں سے نہیں کہ درد و بلا کے وقت سست ہو جاؤں اور حق سے روگردان اور حق تعالیٰ کی اس تہدید کا نشانہ بنوں: وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ[2] اور خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ کا مصداق بن جاؤں، دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھوں اور کھلے نقصان میں رہوں!

ناخوش تو خوش بود بر جانِ من　　دل فدائے یار دل رنجانِ من　(رومی)

اور جب مجھے نعمت و عطا حاصل ہوتی ہے تو میں خلق و اسباب دنیوی کو ایک ہاتھ تصور کرتا ہوں جو منہ میں لقمہ ڈالتا ہے، ظاہر ہے کہ ہاتھ ایک آلہ ہے اور آلہ میں بذات خود تاثیر کہاں: مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ[3]، منعم و معطی حق تعالیٰ ہی ہیں!

حق فاعل و ہر چہ جز حق آلات بود　　تاثیر ز آلت محالات بود
ہستی کہ مؤثر حقیقی ست یکیست　　باقی ہمہ اوہام و خیالات بود　(جامی)

اس یقین کے بعد کہ سود و زیاں حق تعالیٰ کی جانب سے ہے اور میرے دشمن کی طرف سے نہیں، وہ مثل میت کے ہے غسال کے ہاتھ میں، یا گیند کی طرح چوگان کے تصرف میں، میرا قلب عداوت کے غم سے بالکل آزاد

---

[1] اے اللہ میرا گناہ بخشدے، اور میرے دل سے غصہ نکال دے اور گمراہ کرنے والے فتنوں سے بچالے!

[2] پوری آیت یہ ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (پ ع ۹) یعنی بعض آدمی اللہ کی عبادت کرتے ہیں کنارہ پر، پر اگر اسکو کوئی بھلائی پہونچتی ہے تو اس کی وجہ سے قرار پایا اور اگر اس پر کوئی آزمائش ہو گئی تو

ہو جاتا ہے اور میں اپنے عدو کو قطعاً معاف کر دیتا ہوں!

لِمَا عَفَوْتُ وَلَمْ اَحْقِدْ عَلٰی اَحَدٍ　　اَرَحْتُ نَفْسِیْ مِنْ ھَمِّ الْعَدَاوَۃِ[1]

اور بفحوائے وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا[2] میں خلق سے کٹ کر حق تعالیٰ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیتا ہوں! انہیں راضی کرنے دیر کتنی لگتی ہے! وہ رؤف و رحیم ہیں، غفور و کریم ہیں، ذوالفضل العظیم ہیں! ان ہی کا تو یہ قول ہے ان کے ایک عاشق کے الفاظ میں:

در حضرت ما دوستی یکدلہ کن　　ہر چیز کہ غیر ماست آزا یلہ کن
یک صبح باخلاص بیا بر در ما　　گر کار تو بر نیاید آنگہ گلہ کن (ابو سعید)

افکار نے میری صحت برباد کر رکھی تھی، ایمان کی روشنی نے افکار کی ظلمت کو دور کر دیا، اب صحت کی تجلّیات میرے جسم کے ہر رگ و ریشہ سے ہو رہی ہیں، راحت و سرور کا وفور ہے، جان و تن آرام سے ہیں! فللّٰہ الحمد

در ہجر تو بودہ اندوہ و آزارم　　از وصل تو رفت ہستی و پندارم
شادی آمد و نصیب جانم شد　　اکنوں جان و تن خویش راحت دارم

(لا اعلم)

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۴۱) تو منہ اٹھا کر چلدیا، دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا، یہی کھلا نقصان ہے۔ [3] تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔ [1] جب میں نے معاف کر دیا اور کسی کے متعلق اپنے دل میں دشمنی نہیں رکھی تو میں نے اپنے نفس کو غم عداوت سے نجات دلائی۔ [2] اور سب سے قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو (مزّمل ع ۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳)

صحت

"میرے اندر ایک قوتِ الٰہیہ موجود ہے جو صحت بخشتی ہے اور صحت کو قائم و برقرار رکھتی ہے"۔

طمانیت و سکون کے ساتھ میں مذکورۂ بالا صداقت کو ذہن نشین کرتا ہوں! فکر و تردّد، غم و حزن، بیم و ہراس کو اپنے قلب سے دور کرتا ہوں اور ان تمام خیالات کو بھی اپنے دماغ سے دفع کرتا ہوں جو "ایجابی" نہیں! میری آنکھوں کی ٹھنڈک حق تعالیٰ کی محبت اور ان پر ایمان ہے! اسی لذّت و حلاوت سے میرا قلب کیف اندوز ہے! آہستہ اور طمانیت کے ساتھ میں ان الفاظ کو دُہراتا ہوں:

"میرے اندر ایک قوتِ الٰہیہ موجود ہے جو صحت بخشتی ہے اور صحت کو قائم و برقرار رکھتی ہے"۔

(خموشی)

پُرسکون و بردقلبی کے ساتھ میں ان الفاظ کی تکرار کرتا ہوں۔

"میرے اندر ایک قوّتِ الٰہیّہ موجود ہے جو صحت بخشتی ہے اور صحت کو قائم و برقرار رکھتی ہے"

(خموشی)

ہاں پھر سکون وچین کے ساتھ میں ان الفاظ کو دُہراتا ہوں:

"میرے اندر ایک قوتِ الٰہیّہ موجود ہے جو صحت بخشتی ہے اور صحت کو قائم و برقرار رکھتی ہے"

(خموشی)

پھر میں انہی الفاظ کی تکرار کرتا ہوں۔

(خموشی)

اور پھر اور پھر!!

اسی صداقت پر میرا یقین ہے، ایمان ہے، یہی میرے قلب پر چھائی ہوئی ہے! اسی مراقبہ کے دوران میں قوت الٰہیّہ، جو ہمہ تواں اور قادر مطلق ہے، اور جو میرے اندر موجود ہے، میری صحت کی تکمیل کر رہی ہے، مجھے کامل شفا عطا کر رہی ہے، کیونکہ میرے جسم کا ہر ذرّہ اس قوّتِ الٰہیّہ کی طرف متوجہ ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے:

اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَنِیْ[1] (۷ بار)

جوں جوں اس صداقت پر غور کرتا جاتا ہوں میری عقل سے ظلمت دور ہوتی جاتی ہے اور اس حقیقت کا انکشاف ہوتا جاتا ہے جو مجھے حریّت تامہ عطا کرتی ہے!

---

[1] میں خدائے بزرگ و برتر سے جو عرش عظیم کے رب ہیں عرض کرتا ہوں کہ مجھے شفا بخشیں۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو شخص بیمار کی عیادت کرے جس کی اجل نہیں آئی ہے تو سات بار اسکے نزدیک یوں کہے، اسئل اللّٰہ العظیم ربّ العرش العظیم ان یشفیک، حق تعالیٰ اس کو اس مرض سے عافیت دے۔

بہرصورت میں اپنے آپ کو اچھا نہیں کرسکتا، شفا دینا حق تعالیٰ کا کام ہے!
اسی لئے ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا تھا۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ [1]

جب میں اسی قوتِ الٰہیہ کو جو میرے اندر موجود ہے، جو مجھ پر محیط ہے وجداناً اپنے اندر پاتا ہوں تو مجھے شفا ہوتی ہے، عاجلاً و کاملاً! میں اپنے آپ کو تندرست و توانا پاتا ہوں اور مجھے معلوم تک نہیں ہونے پاتا کہ یہ معجزہ کس طرح وقوع پذیر ہوا:

آں کہ شد آتش بشاہ فرد خویش　　یافت درماں ہائے جملہ درد خویش　(رومی)

ذاتی کوششوں پر سے جب بھروسہ اٹھ جاتا ہے اور قوتِ الٰہیہ کے سوا اور کوئی آسرا نہیں رہتا اور حق تعالیٰ کے رحیم و حلیم ہونے کا یقین پیدا ہو جاتا ہے تو شفا کی بجلی کوندتی ہے اور ساری بیماریوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے! پھر اپنے عاشق رنجور کو صبر کا ثمرہ عطا ہوتا ہے!

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ [2]

اسی لئے ہر عاشق رنجور کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں:

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش　　بہرِ خوشنودیٔ شاہ فردِ خویش　(رومی)

جو بادشاہ ایک جان کے معاوضہ میں سو جان عطا کرتا ہے، ایک پھول لیکر سارا گلستاں ہی بخش دیتا ہے، اس کے دئے ہوئے آزار پر، اس کی لگائی ہوئی ضرب پر کون خوش نہ ہوگا، کون اپنی جان فدا نہ کریگا! کس کی زبان سے فرط مسرت سے یہ الفاظ نہ نکلیں گے ؎

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۴۴) (اخرجہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ ابن حبان وصححہ والنسائی والحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

[1] جب بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتے ہیں (پ ۱۹ ع ۹) [2] صبر کرنے والوں کو صلہ بے شمار ہی ملے گا (پ ۲۳ ع ۱۶)

نہ شود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت　　　سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی!

کس کی آرزو نہ ہوگی:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے　　　یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے!

شفا بخشی کا روحانی عمل نتیجہ ہے حبِّ الٰہی کا، رضا بالعطا کا، توافق بالقضا کا، حفظ حال کا، اعراض عن الاعتراض کا! یعنی حق تعالیٰ کے فعل سے راضی ہوجانے کا، کیونکہ جب ہم ان سے راضی ہوجاتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہوجاتے ہیں اور ہم سے راضی ہوکر ہمیں وہ سب کچھ عطا کرتے ہیں جو ہمارے مطالبات یا مطلوبات ہیں۔

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ[1]

---

[1] اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۴)

رفع خوف و حزن

حق تعالیٰ میرے مولیٰ و نصیر ہیں، میرے محسن و منعم و مکرم ہیں، میری قوت بازو اور میری پناہ گاہ ہیں! ان ہی پر مجھے بھروسہ ہے! میری زندگی کی قوت و حرکت حق تعالیٰ ہی ہیں! ان ہی پر مجھے اعتماد ہے! وہی میرا سہارا ہیں!

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا جَارَ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ، یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ، یَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهٗ، یَا سَنَدَ مَنْ لَّا سَنَدَ لَهٗ، یَا ذُخْرَ مَنْ لَّا ذُخْرَ لَهٗ، یَا حِرْزَ الضُّعَفَآءِ، یَا كَنْزَ الْفُقَرَآءِ، یَا عَظِیْمَ الرَّجَآءِ، یَا مُنْقِذَ الْهَلْكٰی، یَا مُنْجِیَ الْغَرْقٰی، یَا مُحْسِنُ یَا مُكْرِمُ یَا مُنْعِمُ یَا مُفْضِلُ یَا جَبَّارُ یَا مُنِیْرُ، اَنْتَ الَّذِیْ سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَضَوْءُ النَّهَارِ وَشُعَاعُ الشَّمْسِ وَنُوْرُ الْقَمَرِ وَخَفِیْقُ الْبَحْرِ وَدَوِیُّ الْمَآءِ، یَا اَللّٰہُ اَنْتَ اللّٰہُ، لَا شَرِیْكَ لَكَ، اَسْئَلُكَ

اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ![1]

خوف کا تسلّط میرے قلب پر کیسے ہو سکتا ہے۔ جب میرے مولیٰ میرے قریب ہیں، میرے ساتھ ہیں، مجھ پر محیط ہیں!! کسی قسم کی پریشانیوں سے مجھے کیا غم جب ان کی قوت میرے اندر موجود اور سرگرم عمل ہے!؟

"اللّٰہ حَاضِرِیْ اللّٰہ نَاظِرِیْ اللّٰہ مَعِیْ"[2]

اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ[3] (ہود ع ۵)

"نحن اقرب" از کتابِ حق بخواں[4] — نسبتِ خود را بحق نیکو داں

ہست حق از ما بما نزدیک تر — ما ز دوری گشتہ جویاں در بدر

قربِ حق کے اس احساس کو قلب میں لئے ہوئے ہیں اپنے روزمرّہ زندگی کے فرائض کو بے فکری اور خوش دلی کے ساتھ ادا کرتا رہوں گا سکون و طمانیت میرے ہر فعل و حرکت سے ظاہر!

"لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا"[5]

سوئے نومیدی مرو کامیدہاست — سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست (رومی)

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں، اے اللہ، اے رحمٰن، اے رحیم، اے پناہ مانگنے والوں کی پناہ، اے ڈرنے والوں کو اماں دینے والے، پناہ اسکی جسکی کوئی پناہ نہیں، تکیہ اسکا جس کا کوئی تکیہ نہیں، بخشائش اسکی جسکی کوئی بخشائش نہیں، اے ضعیفوں کے بچانے والے، اے فقیروں کے خزانہ، اے بڑی امید، اے ہلاک ہونیوالوں کو بچانے والے، اے ڈوبنے والوں کو نجات دینے والے، اے محسن، اے کرم کرنیوالے، اے انعام والے اے فضل والے آقا، اے جبار اے روشن کرنیوالے، تیری وہ ذات ہے کہ سجدہ کیا تجھ کو رات کی سیاہی نے اور دن کی روشنی نے، آفتاب کی شعاع نے اور چاند کے نور نے، درخت کے جاندار اور پانی کے حیوانوں نے، یا اللہ تیرا کوئی شریک نہیں، تجھ سے چاہتا ہوں کہ رحمت بھیجے تو اپنے بندے اور رسول محمدؐ پر اور آل محمدؐ پر۔

[2] اللہ میرے پاس موجود ہے، اللہ میرا نگران ہے، اللہ میرے ساتھ ہے۔

[3] میرا رب قریب ہے، دعاؤں کا قبول کرنے والا۔

[4] نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم تجھ سے تیری رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں۔

[5] تم غم مت کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔

مجھ پر کون غالب آسکتا ہے، حق تعالیٰ میری قوّت بازو ہیں، میرے مولیٰ اور ناصرِ حقیقی! وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ![1]

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِی وَنَاصِرِیْ[2]

دامن او گیر اے یارِ دلیرا کو منزّہ باشد از بالا و زیر! (رومی)

مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکتا کیونکہ میرے قلب سے ہر آن محبّت اور خیر خواہی کی شعاعیں نکل رہی ہیں، ان کے مقابلہ میں غیظ و غضب طنز و تعریض سب فنا ہو جاتے ہیں وجود ہی میں نہیں آسکتے!

دشنامِ خلق را ندہم جز دعا جواب
ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم! (صائب)

اب میں ہر خوف، ہر شبہ اور وسواس، ہر فکر و غم سے ماوراء ہوں! کوئی سلبی خیال، کوئی باطل خطرہ، میرے قلب میں جگہ نہیں پا سکتا!

میں قطرۂ نور ہوں، سراپا نور ہوں، حزن و غم سے دور ہوں، دائماً مسرور ہوں!

واکشیدم لذت و غم را بروں کردم زدل
چوں تہی از مغز گردید استخواں، انداختم (ناصر علی)

خوف کا تسلط اب میرے قلب پر ممکن نہیں کیونکہ حق تعالیٰ میرے ساتھ ہیں! فکر و تردّد کا بار میرے سینہ پر نہیں کیونکہ حق تعالیٰ میرے تمام کاروبار کے وکیل و کارساز ہیں!

قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ![3]

---

[1] مدد صرف اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہوتی ہے [2] اے اللہ تو میرا دست بازو اور میرا مددگار ہے۔
[3] آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے (پ ۱۳ ع ۱۰)

اے ناخدا از مصلحت ما بشوی دست

ما با خدائے خویش بکشتی نشستہ ایم! (صائب)

میرا دل قوی ہے، خوش ہے، میں خوف سے بالکل آزاد ہوں کیونکہ میں نے اپنا سارا بوجھ حق تعالیٰ کو سونپ دیا ہے اور ان کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ دیدیا ہے۔

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ [1]

بِسْمِ اللّٰہِ اَفْتَتِحُ وَبِہٖ اَخْتَتِمُ، اللّٰہ، اللّٰہ!

ایں ہمہ غمہا کہ اندر سینہاست　　از غبار و گرد و باد و بود ماست

ایں غنانِ بیخ کن چوں داس ماست　　ایں چنیں و چناں وسواس ماست (رومی)

ڈروں کس چیز سے جب حق تعالیٰ ہر جا حاضر و موجود ہیں! وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ مُّحِیْطًا! غم و حزن سے مجھے کیا سروکار جب حق تعالیٰ میری رہبری فرما رہے ہیں اور ہر روز میرے معاملات کو اپنی خاص توجہ سے درست فرما رہے ہیں؟ کیا وہ میرے لئے کافی نہیں؟ ان کے ہوتے ہوئے مجھے کسی کا کیا ڈر؟

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ؟ [2]

سینۂ افلاک سے اٹھتی ہے آہِ سوزناک

مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سلطان و امیر (اقبال)

حق تعالیٰ میری راہ کو آسان بنا رہے ہیں، ان کے لئے ہر چیز آسان ہے!

مومن کی تائید انہوں نے اپنا حق قرار دے لیا ہے۔

کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ [3]

---

[1] حق تعالیٰ بہترین محافظ ہیں اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے شروع کرتا ہوں اور ان ہی کے نام پر ختم کرتا ہوں۔ [2] کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟ کیا تجھ کو یہ لوگ ان سے ڈراتے ہیں جو خدا کے ماسوا ہیں؟ (ذرمت) (پ ۲۴ ع ۱)۔ [3] مسلمانوں کی مدد ہم پر ضروری ہے۔

اب مجھے ٹھوکر کا کوئی اندیشہ نہیں کیونکہ حق تعالیٰ میرے راستہ کا نور ہیں!

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1] (پ۳ ع۲)

یارب ز کرم امید بے بیم دہ علمی کہ رضائے تست تعلیم دہ!
تاریکیٔ عقل در کشاکش دارد از شمع رضا فروغ تسلیم دہ!

اب میں زندگی کے ہر واقعہ کو بلا خوف و ہراس خوش آمدید کہوں گا اور مناظر و آثار سے قطعاً متردد نہ ہوں گا! ان میں تو ہر آن تغیّر رہے، کوئی دو آن یہ قائم نہیں اور میں نے ذاتِ ازلی و ابدی کو اپنا مقام بنالیا ہے! ایمان کی مضبوط چٹان پر کھڑا ہوں اور کوئی چیز میرے سکون و وقار کو متزلزل نہیں کرسکتی!

کُنْتَ وَتَکُوْنُ[2] وَاَنْتَ حَیٌّ لَاتَمُوْتُ، تَنَامُ الْعُیُوْنُ وَتَنْکَدِرُ النُّجُوْمُ
وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَاتَاخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ !

حاشا کہ دلم از تو جدا خواہد شد یا جنس دیگر آشنا خواہد شد
از مہر تو بگسلد کرا دارد دوست؟ وز کوئے تو بگذرد کجا خواہد شد؟

میں حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جو میرے مولیٰ و ناصر ہیں، جنہوں نے میرے قلب کو ہر غم و حزن، خوف و فکر سے آزاد فرما دیا ہے اور اس کو سکون و اطمینان سے معمور فرما دیا ہے،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ[3]

---

[1] اللہ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے اور ان کو تاریکیوں سے نکال کر، بچا کر نور کی طرف لاتا ہے۔ [2] حضرت موسیٰؑ جب فرعون کے مقابلے کو چلے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی لڑائی کیلئے جب چلے تو یہ دعا پڑھتے چلے اور ہر مصیبت زدہ کو یہ دعا پڑھنا چاہیئے۔ اسکے معنی یہ ہیں: "تو ہے اور تو رہے گا، تو ایسا زندہ ہے جسکو موت نہیں، آنکھیں سوتی ہیں اور ستارے بدلتے ہیں! تو زندہ اور زندہ رکھنے والا ہے! تجھ کو اونگھ اور نیند نہیں چھو سکتی! اے زندہ و قائم رہنے والے"۔ [3] تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے، بہت ستھری ستھری تعریفیں جن میں برکتیں بھری گئیں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵)

رفع خوف و حزن

"ہم پر کوئی حادثہ یا مصیبت نہیں نازل ہو سکتی مگر وہی جو حق تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمائی ہے! وہ ہمارے مولیٰ ہیں، آقا ہیں، ہمیں اپنے سب کام ان ہی کے سپرد کر دینے چاہئیں"، ان ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے، ان ہی کا آسرا ڈھونڈھنا چاہیئے! مجھے ان کے در کے سوا کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ اور کون مجھے پناہ دے سکتا ہے؟!

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ[1] (پ۱۰ ع۱۲)

شاد و خنداں پیش تیغش سر بنہ ! ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ ! (رومی)

میرا پختہ ایمان ہے کہ ہر غم و مصیبت کا مجھ پر وُرود حق تعالیٰ ہی کی مشیت و ارادت سے ہوتا ہے:

مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ[2] (پ۲۸ ع۱۵)

---

[1] آپ کہہ دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے، وہ ہمارا مالک ہے اور اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں۔ [2] کوئی مصیبت بدوں خدا کے حکم کے نہیں آتی۔

جب ہر مصیبت کا ورود حق تعالیٰ ہی کے حکم اور ارادہ سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ مجھ پر بعد ایمان[1] رحیم ہیں جیسا کہ ان کا ارشاد ہے: کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا تو اب جو کچھ بھی ان کی طرف سے پیش آئے گا اس میں رحمت بھی ہوگی اور حکمت بھی!

جامی از یار پسندیدہ مبر یدحاشا　　کاں پسندیدہ بجز کار پسندی نکند!

جو اس کی آنکھ مظاہر و حقائق میں فرق نہیں کر سکتی۔ نمود و بود کے امتیاز سے قاصر ہوتی ہے! اسی لئے تاکید فرمادی گئی ہے:

عَسٰٓی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا[2] (پ ۴ ع ۱۴)

میری عقل بھی امروز و دوش کی زنجیروں میں پابستہ ہے تابع نفس ہے، حقیقی اقدار سے غافل، حقیقت سے جاہل ہے، اسے منزل کی خبر نہیں، اس کو حقائق حیات کا علم نہیں!

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن　　دست در دیوانگی باید زدن

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد　　کاں عسس را دید و در خانہ نشد! (رومی)

عاقل و بالغ تو وہی مرد ہے جو ہویٰ و ہوس سے آزاد ہے، علم اللہ کا تابع ہے، اس کے سوا سب ہی بچے ہیں! نادان اور بے عقل!

خلق اطفال اند جز مست خدا　　نیست بالغ جز رہیدہ از ہویٰ! (رومی)

بچہ ہی تو دودھ چھوٹتے وقت پریشان ہوتا ہے، سخت تکلیف محسوس کرتا ہے، اس کو ایک مصیبت خیال کرتا ہے لیکن وہی کچھ عرصہ بعد اپنی ماں کو دعا بھی دیتا ہے کہ ع جزاک اللہ چشمم باز کردی! اگر تو میرا دودھ نہ چھڑاتی تو میں آج یہ لذیذ و نفیس غذائیں کیونکر کھاتا!

---

[1] ہر صورت مجھے اپنے ایمان کی حفاظت ضروری ہے۔ [2] شائد تم کسی چیز کو برا جانو اور حق تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر رکھی ہو۔

بچہ ہی تو ختنہ کو ایک مصیبت عظمیٰ خیال کرتا ہے، اس سے پناہ مانگتا ہے
لیکن اس کی مہربان ماں اس کو مصیبت نہیں سمجھتی!

طفل می لرزد زنیشِ احتجام　　مادرِ مشفق ازآں غم شادکام! (رومی)

مجھ پر یہ جو مصیبت آئی ہے وہ حق تعالیٰ ہی کی ارادۃ اور مشیت سے آئی ہے اور حق تعالیٰ میرے آقا اور مولیٰ ہیں اور مجھ پر رحیم ہیں، ان کے طرف سے جو بات بھی آتی ہے اس میں خیر ہی ہوتی ہے، وہ رحمت سے مملو ہوتی ہے، ہرگز حکمت سے خالی نہیں ہوتی! اس لئے میں اپنی ارادت حق تعالیٰ کی ارادت اور مرضی کے تحت کر دیتا ہوں، ان کے فعل سے راضی ہو جاتا ہوں، ان کے حکم کے آگے سر جھکا دیتا ہوں، لیکن ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں تھامے رکھتا ہوں اور وہ جس تاریکی میں بھی مجھے لے چلنا چاہیں ذوق و شوق کے ساتھ قدم اٹھاتا ہوں، یقیناً وہ مجھے بالآخر سرسبز و شاداب وادی ہی میں پہونچا دیں گے، وہ میرے مولیٰ ہیں، میرے مالک ہیں، ستر ماؤں سے زیادہ مجھ پر رحیم ہیں! بے ضرورت وہ مجھے آزار میں کیوں مبتلا کریں گے؟!

آں کسے راکہ چنیں شاہے کشد　　سوئے تخت و بہترین جائے کشد

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد　　آنچہ در وہمت نیاید آں دہد! (رومی)

ایسے کریم کا در چھوڑ کر کہاں جاؤں، کس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں، کس کے قدم پکڑلوں؟!

تو کریم مطلق و من گدا چہ کنی جز اینکہ نخوانیم
در دیگرے بنما کہ من بکجا روم چو برانیم
نہ بنقشِ بستہ مشوشم نہ بحرفِ ساختہ سرخوشم

نفسی بیاز تو می کشم چہ عبارت وچہ معانیم
ہمہ عمر ہرزہ دویدہ ام خجلم کنوں کہ خمیدہ ام
من اگر بحلقہ تنیدہ ام تو بروں در منشانیم　　(بیدلؒ)

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَبِكَ الْمُسْتَغَاثُ وَاَنْتَ
الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ[1]



---

[1] اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے اور شکایتیں تیری ہی بارگاہ میں پیش ہیں اور تجھ ہی سے فریاد ہے اور تو ہی مستعان ہے اور اللہ کے سوا نہ کسی میں حرکت ہے اور نہ قوت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۶)

"طمانیّت و جمعیّتِ نفس و اعتماد"



تجریدِ نفسی کے ساتھ جب میں اپنے اندر دیکھتا ہوں تو حق تعالیٰ کو موجود پاتا ہوں! ان کی باطنیت کا احساس مجھے سکون، طمانیت و جمعیت قلب عطا کرتا ہے! وہ میرے ساتھ ہیں، میرا قلب ان کی تجلّی گاہ ہے! ان کی معیت سے مجھے علوئے تمکین حاصل ہے!

اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ وَاللّٰہُ مَعَکُمۡ[1] (پ ۲۶ ع ۸)

ان کی یاد، ان کی یافت و شہود سے مجھے وہ لذّت و سرور حاصل ہے جس کے مقابلہ میں تمام جہان کی لذّتیں ہیچ ہیں:

کائے بلبل جاں مست بیادِ تو مرا　　دی پایۂ غم پست بیادِ تو مرا
لذّاتِ جہاں را ہمہ در پا فگند　　ذوقیکہ دہد دست بیادِ تو مرا (جامی)

محض اس تصوّر سے کہ وہ میرے ساتھ ہیں اور میری زندگی ان ہی کی توجہ سے قائم ہے اور ان ہی کی نظرِ عنایت کی وجہ سے ان نعمتوں سے محظوظ ہو رہا ہوں

---

[1] اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمھارے ساتھ ہے۔

جو ہر روز ہر ساعت مجھ پر بارش کی طرح برس رہی ہیں، میرے قلب کو سکون ہے، میرے نفس کو جمعیت و طمانیت حاصل ہے، میری روح کو سرور نصیب ہے!

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"[1] (پ۱۳ ع۱۰)

میرا قیام ذاتِ حق میں ہے اور میں حق تعالیٰ کی حول و قوّت سے اپنے تمام فرائض کو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے سکتا ہوں اور بحمد اللہ دے رہا ہوں۔ تمام مزاحمتیں میری راہ سے دور ہو رہی ہیں اور ہر لحظہ میری قوتوں میں اضافہ ہو رہا ہے، کیونکہ حق تعالیٰ میرے ساتھ ہیں اور میری اعانت فرما رہے ہیں ان کی معیّت و نصرت کی وجہ سے میں اپنی زندگی میں کسی واقعہ سے خوف زدہ نہیں ہوتا، نہ کوئی حادثہ مجھے پریشان کر سکتا ہے:

اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ"[2] (پ۱۲ ع۶)

قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ[3] (پ۷ ع۱۴)

دامنِ او گیر اے یار دلیر کو منزہ باشد از بالا و زیر

او بر آرد از کدورت ہا صفا مر جفا ہائے ترا گیرد وفا (رومی)

میں جانتا ہوں کہ میری زندگی کا ہر واقعہ اس مقصد کی تکمیل کر رہا ہے جو حق تعالیٰ کے علم میں ہے، راحت و غم، بلا و طرب، لذت و الم مجھے اپنا سلوک طے کرنے میں مدد دے رہے ہیں! دونوں میرے لئے خیر ہیں، میں ان میں کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتا ع ہرچہ از دوست میرسد نیکو است!

---

[1] مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے، خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ [2] میرا رب قریب ہے قبول کرنیوالا۔ [3] کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے۔

بس زبون وسوسہ باشی ولا
گر طرب را باز دانی از بلا　　(رومی)

میں صبر و استقلال کے ساتھ، سکون و اطمینان کے ساتھ مردانہ وار میدان زندگی میں قدم اٹھا رہا ہوں:

شوق میری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمہ اللہ ہو میری رگ و پے میں ہے!　　(اقبال)

میں مردانہ وار آگے بڑھے جا رہا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھے ابدی زندگی عطا ہوئی ہے اور یہ "عالم، یہ ہنگامۂ رنگ وصوت" میری آخری منزل نہیں! سعی و کوشش، عمل و مجاہدہ کے لئے میں یہاں بھیجا گیا ہوں اور چونکہ حق تعالیٰ ہر جگہ حاضر و موجود ہیں، کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں حق تعالیٰ حاضر و موجود نہیں اس لئے میں ہر وقت حق تعالیٰ ہی کے حضور میں ہوں اور ان کی لامتناہی قوت پر اعتماد کر سکتا ہوں، ہر وقت ان ہی کی حول و قوت سے کام لے سکتا ہوں وہی میری قوت بازو ہیں، میرے معین و مددگار ہیں، میرے مولیٰ و نصیر ہیں:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ اَنْتَ عَضُدِيْ وَاَنْتَ نَاصِرِيْ[1]

دارم شب و روز کار یارب یارب　　نخلم نفس ست و بار یارب یارب
کار دو جہاں شود بیک یارب راست　　یارب یارب ہزار بار یارب یارب　　(ابو سعیدؒ)

حق تعالیٰ میرے مولیٰ ہیں میرے آقا ہیں، مجھ پر رحیم ہیں، ذو الفضل العظیم ہیں، ان کی محبت و رحمت کا یقین اپنے دل میں لئے ہوئے میں مردانہ وار آگے بڑھا جا رہا ہوں! مجھے کون زیر کر سکتا ہے، کون شکست دے سکتا ہے جب حق تعالیٰ

---

[1] اے اللہ تیری ہی قوت سے ارادہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے حملہ کرتا ہوں تو ہی میرا دست بازو اور تو ہی میرا مددگار ہے۔

میرے ساتھ ہیں، جب میں حق تعالیٰ کا ہاتھ تھامے ہوا ہوں! ان ہی کا ہاتھ میرے لئے کام کر رہا ہے اور کون نہیں جانتا کہ وہ "غالب و کار آفریں، کارکشا و کارساز" ہوتا ہے!

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے! (اقبال)

جو لفظ بھی میرے منہ سے نکلتا ہے اس میں حق گوئی اور بے باکی ہوتی ہے، میں حق تعالیٰ کی قوتوں کا مظہر ہوں، میری قوتیں اس لئے لامتناہی ہیں، ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا! حق کے مقابل کون آسکتا ہے! اور جو آتا ہے منہ کی کھاتا ہے!

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی! (اقبال)

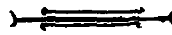
میری زندگی کا حق تعالیٰ کے علم میں کوئی مقصد ضرور ہے اور میرا ہر لفظ اس مقصد پر اعتماد ظاہر کرتا ہے! حق تعالیٰ کا ہر کام اچھا ہی ہوتا ہے! وہ اچھے ان کا ہر کام اچھا! ع

جامی از یار پسندیدہ مبر ید حاشا!
کاں پسندیدہ بجز کار پسندی نکند!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۷)

وفورِ رزق



حق تعالیٰ نے رزق کا خود ذمّہ لیا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[1]، صرف ذمّہ داری پر اکتفا نہیں کیا، قسم بھی کھائی ہے، صرف قسم پر اکتفا نہیں کیا مثال سے واضح کیا ہے:

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ، فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ[2] (پ ۲۶ ع ۱۸)

جملہ را رزّاق روزی می دہد — قسمت ہر یک بہ پیشش می نہد!
فی السّماء رزقکم نشنیدۂ — اندریں پستی چہ برچفسیدۂ! (رومی)

حق تعالیٰ ان لوگوں کو بھی رزق دیتے ہیں جو غفلت و معصیت میں مبتلا ہیں، فسق و فجور میں چور ہیں، پھر وہ جو حق تعالیٰ کی اطاعت و رعایت کرتے ہیں وہ کیسے محروم ہو سکتے ہیں!؟ دیکھو جو درخت بوتا ہے، وہی سینچتا بھی ہے! مخلوقات کو وہی مدد دیتا ہے، ان کا رزق وہی فراہم کرتا ہے جو ان کا خالق ہے،

---

[1] اور زمین پر کوئی ایسا چلنے والا نہیں جسکے رزق کا ذمہ اللہ پر نہیں (پ ۱۲ ع ۱)۔ [2] اور تمھارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان پر ہے، سو قسم ہے زمین و آسمان کے رب کی کہ یہ بات برحق ہے جیسا کہ تم باتیں کرتے ہو!

پروردگار ہے! مخلوق کے لئے یہ بات کافی ہے کہ ان کا خالق ان کے لئے بہرحال کافی ہے، واقی ہے! اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ !! ایجاد حق تعالیٰ سے ہے دوام امداد بھی ان ہی سے ہے! تخلیق ان ہی سے ہوئی رزق کا دینا بھی ان کے ذمّہ ہے! میں جانتا ہوں کہ میں جب کسی کو گھر پر دعوت دیتا ہوں تو اس کے لئے غذا کا بھی انتظام کرتا ہوں، اسی طرح جب حق تعالیٰ نے مجھے اپنی مشیّت واراد ہ سے پیدا کیا تو رزق کی ذمہ داری بھی ان ہی لی ہے، ان ہی کے خوان کرم سے ہمیں برگ و نوا حاصل ہے!! حق تعالیٰ میرے مولیٰ ہیں، آقا ہیں، مالک ہیں، میں ان کا غلام ہوں، اب آقا پر غلام کا نفقہ ضروری ہے، جس طرح کہ غلام پر آقا کی اطاعت واجب ہے! اگر میں ان کا ہو رہوں، ان کے سوا نہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور نہ کسی کے آگے جبینِ نیاز خم کروں تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنا حق ادا نہ کریں! کیا ان کا یہ قطعی وعدہ نہیں؟

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ! اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ، قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا[1] (پ ۲۸ ع ۱۰)

رزق کا وعدہ قطعی ہے! مجھے حیران و پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، میں اپنا حق عبادت و عبودیت ادا کرتا رہوں گا پھر نا ممکن ہے کہ وہ مجھے اپنے گھر بلائیں اور پھر اپنے احسانات سے محروم رکھیں، وجودبخشی کریں اور پھر مدد نہ کریں، ہست کریں اور اپنے کرم سے محروم رکھیں! اپنا حق (عبادت) مجھ سے طلب کریں اور میرا حق (رزق) مجھے نہ دیں! وہ کریم ہیں ان سے معاملہ کر کے کون

---

[1] جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسکے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں اسکا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کریگا تو اللہ اسکے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ اپنا سب کام پورا کر کے رہتا ہے

خسارہ میں رہتا ہے!

مَنْ ذَا الَّذِیْ سَأَلَکَ فَحَرَمْتَہٗ اَوْ لَجَا اِلَیْکَ فَاَھْمَلْتَہٗ اَوْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ
فَاَبْعَدْتَہٗ اَوْ ھَرَبَ اِلَیْکَ فَطَرَدْتَہٗ[1] (شیخ جبلیؒ)

احداً سامع المناجاتی — صمداً کافی المہماتی!
حاجتم از تو پیش می خواہم — زانکہ قاضی جملہ حاجاتی!
شکر فضل تو کی توانم کرد — حافظاتی جمیع حالاتی!
ہر دعائے کہ میکند سعدی — استجب یا مجیب دعواتی!

حق تعالیٰ کے سوا جب میرا کوئی رزق دینے والا نہیں تو اب میں رزق کے معاملہ میں ساری کائنات سے بے نیاز ہوں! جس روز سے میں نے حق تعالیٰ کو اپنا آلہ قرار دے لیا ہے اسی روز سے خوف کا بھاری پتھر میرے سینہ سے اٹھ چکا ہے، اب میں قطعاً کسی کا محتاج نہیں، نہ مجھے کسی سے امید و رجا ہے اور نہ کسی سے خوف و ہراس! میرا تعلق راست حق تعالیٰ سے قائم ہو چکا ہے، غیر اللہ سے قطعاً کٹ چکا ہے، حق تعالیٰ میرے لئے کافی ہیں، کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا![2]

رزق از وے جو، مجو از زید و عمر — مستی از وے جو، مجو از بنگ و خمر
منعمی زو خواہ نے از گنج و مال — نصرت از وے جو نہ از عم و خال! (رومیؒ)

جب سے کہ حق تعالیٰ سے میں نے اپنا رشتہ جوڑ لیا ہے، ان ہی پر بھروسہ کر رکھا ہے مجھے اس کا یقین ہو گیا کہ میرا رزق مجھ پر عاشق ہے، مجھ سے جدا کیسے ہو سکتا ہے! بے حزن و غم، بے فکر و تردد، بے رنج و الم میرا رزق مجھے

---

[1] وہ کون ہے جس نے تجھ سے سوال کیا اور تو نے اسکو محروم رکھا، یا تیری پناہ لی اس سے لاپرواہ ہو گیا، یا تیری قربت چاہی اور تو نے اسکو دور کر دیا، یا تیری طرف دوڑ کر آیا اور تو نے اسکو دھتکار دیا۔ [2] اللہ تعالیٰ پورا کارساز ہے۔

پہنچ کر رہے گا! عارف رومی نے بھی تو اسی راز کی طرف اشارہ کیا ہے:

ہیں توکل کن ملرزاں پا و دست — رزقِ تو بر تو زتو عاشق تر است!
گر ترا صبر بدے، رزق آمدے — خویش را چوں عاشقاں بر تو زدے! (رومی)

بہرحال اتباعِ نبوّت میں میں رزق کی طلب میں اسبابِ قطعی کی حد تک کوشش بھی کروں گا لیکن اپنے قلب کو فکر و تردّد سے فارغ رکھ کر، اس کے حصول کا کامل یقین رکھ کر! اِجْمَلُوْا فِی الطَّلَب کا حکم میرے پیشِ نظر رہے گا، طلب کو رزق کے حصول کا مستقل سبب یا قطعی علّت نہ قرار دوں گا، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ "بعد از طلب می یابم امّا نہ بطلب می یابم"! یعنی طلب و جستجو مراد یابی کی مستقل علّت نہیں، معاملہ فضل پر منحصر ہے، ہاں جستجو ضرور کی جائے، عادتِ الٰہی یہی ہے کہ حرکت میں برکت دیتے ہیں:

بجستجوئے نیابد کسے مرادِ دلی — کسے مراد بیابد کہ جستجو دارد!

میرے صحیح عقیدے، صحیح فکر، اور خالص عمل و مجاہدہ نے مجھ میں وہ مقناطیسی قوّت پیدا کر دی ہے کہ رزق رواں دواں، مضطربانہ انداز میں مجھ تک پہونچ رہا ہے، افراط سے مل رہا ہے، کمی اور قلّت کا کوئی شائبہ نہیں! او جو خیر میں اس کو جتنا خرچ کر رہا ہوں اتنا ہی زیادہ عطا کیا جا رہا ہے اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْكَ کا وعدہ پورا ہو رہا ہے، نعمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے! حق تعالیٰ کی عطا غیر منقطع ہوتی ہے! لَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا[1]۔

ایں زمین و سختیاں پردہ است و بس — اصل روزی از خدا داں ہر نفس
کہ اصولِ دخل اینہا بودہ اند — ہم از اینہا می کشاید رزق بند!

---

[1] صاحبِ عرش (خدا) سے قلّت و افلاس کا ڈر مت رکھ!

میں حق تعالیٰ کا ان نعمتوں کے لئے جو ہر روز بارش کی طرح مجھ پر برس رہی ہیں شکر ادا کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ دوسرے بھی ان نعمتوں سے سرفراز کئے جائیں! وفور رزق میں اس لئے بھی چاہتا ہوں کہ شکر نعمت میں "پوشش ہر تنگ دست و فرش ہر ویرانہ" بن جاؤں اور یہ ثابت کروں کہ انفاق و احسان سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، کمی نہیں ہوتی، کیونکہ حق تعالیٰ نے اس کا ہمیں یقین دلایا ہے:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ [1]

زاحساں می شود صاحب کرم را دولت افزوں تر
بلے ہر چاہ را آب از کشیدن بیش می گردد　　(لطف)

شکر کے طریقہ سے میں اپنی نعمتوں میں اضافہ کرتا جاؤں گا۔ حق تعالیٰ کا یہ قطعی وعدہ ہے جس میں کسی استثناء کی گنجائش نہیں کہ وہ شکر کرنے والی کی نعمتوں میں ترقی دیتے ہیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ، یعنی شکر کے معاوضہ میں زیادتیٔ نعمت کا حصول بلا تخلف ہے! اسی لئے حضور انور صلعم نے تاکید فرمائی ہے کہ:

اَلنِّعْمَةُ وَحْشِيَّةٌ قَيِّدُوْهَا بِالشُّكْرِ

(نعمت ایک وحشی جانور ہے، شکر کی زنجیروں میں اس کو باندھ رکھو)

باز نعمت چو ہست وحشی را　　صید از قید شکر کن او را
چوں گزاری تو شکر، نستیزد　　ور شوی ناسپاس، بگریزد

شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ نعمتوں کا استعمال حق تعالیٰ کی مرضیات کے مطابق کیا جائے، جن کاموں میں ان کو صرف کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان ہی میں

---

[1] اور جو چیز تم خرچ کروگے سو وہ اسکا عوض دیگا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

ان کو صرف کیا جائے، سلب نعمت کا موجب ہمارا ہی کوئی ناشائستہ فعل ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ نے واضح طور پر ہم کو متنبہ کر دیا ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ[1] (پ۱۰ ع ۳)

اِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعَهَا ۔۔۔ فَاِنَّ الْمَعَاصِيْ تُزِيْلُ النِّعَمْ[2]

تقویٰ، عمل و مجاہدہ اور صبر و شکر کی وجہ سے حق تعالیٰ کی تمام نعمتیں میری ہیں اور مجھ میں موجود ہیں! جب بھی مجھے ان کی احتیاج ہوتی ہے حق تعالیٰ انہیں خارج میں ظاہر فرما دیتے ہیں! ہر اس نعمت کے لئے جو مجھے مل رہی ہے میرا قلب حق تعالیٰ کے آگے سربسجود ہے، زندگی چشمۂ مسرت کی طرح رواں ہے اور میری زبان پر یہ نغمہ جاری ہے:

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد ۔۔۔ احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر بر تن من زباں شود ہر موئے ۔۔۔ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

(ابو سعید ؒ)

---

[1] یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے اور بڑے جاننے والے ہیں۔

[2] جب تجھے کوئی نعمت حاصل ہو تو اسکی نگرانی کر، گناہوں سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۸)

ہدایت و حفاظتِ الٰہیہ

اَللّٰہُ خَیۡرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ"



میں جانتا ہوں کہ میں جہاں بھی رہوں حق تعالیٰ میرے حافظ و نگہبان ہیں اور جہاں بھی جاؤں حق تعالیٰ ہی میری رہبری فرمارہے ہیں! حق تعالیٰ کی ہدایت و معیّت کا ادراک جب تک میرے انفس میں قائم ہے مجھے نہ کسی قسم کا نقصان پہونچ سکتا ہے اور نہ کسی طرح کا صدمہ! میں جانتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی معیّت میں میں ہر چیز کا مقابلہ کرسکتا ہوں!

کَفٰی بِاللّٰہِ وَلِیًّا وَّکَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیۡرًا

کائنات میں حق تعالیٰ ہی کی ایک قوّت کام کررہی ہے: لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ!

یہی قوت مجھ میں ہے اور مجھ پر اور ساری اشیاء پر محیط ہے: وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطًا، اب کوئی چیز مجھے کسی طرح نقصان نہیں پہونچا سکتی!

اَللّٰہُ خَیۡرٌ حَافِظًا وَّھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ

حق تعالیٰ کے یدِ قدرت میں میں نے اپنی جان دے رکھی ہے! اب میری

زندگی ہر طرح محفوظ ہے، مامون ہے!! اب مجھے کسی شر کا خوف نہیں کیونکہ حق تعالیٰ میرے ساتھ ہیں! میری راہ کی ہر رکاوٹ ان کی تائید و رفاقت سے دور ہو سکتی ہے!!

بِسْمِ اللّٰہِ، فَرَرْتُ اِلَی اللّٰہِ وَاعْتَصَمْتُ بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ[1]

اے یک نظرت طبیب بیمار یہا مائم گرفتار گرفتار یہا!
دشوار مرا بفضل آساں گرداں اے فضل تو آساں کن دشوار یہا!

حق تعالیٰ کی معیت و رفاقت نے مجھے دشمنوں کے مکر و کید، بغض و عناد سے محفوظ و مصئون کر رکھا ہے! جب وہ میرے ساتھ ہیں، مجھ سے قریب و اقرب ہیں تو مجھے کون نقصان پہونچا سکتا ہے!! حق تعالیٰ میری پناہ گاہ ہیں! میرے مولیٰ و نصیر ہیں! میں ان ہی کی پناہ میں آتا ہوں!

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ غَیْرِیْ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ رَبِّیْ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَبِکَ اللّٰھُمَّ اَحْتَرِزُ مِنْھُمْ وَبِکَ اللّٰھُمَّ اَعُوْذُ مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَبِکَ اللّٰھُمَّ اَدْرَاُ فِیْ نُحُوْرِھِمْ![2]

میری تمنا ہے کہ میرا ہر قدم حق و صداقت کی روشنی میں اُٹھے، حق کو حق جانوں اور اس کا اتباع کروں، باطل کو باطل جانوں اور اس سے کنارہ کش رہوں!

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ![3]

---

[1] اللہ کے نام سے، اللہ ہی کی طرف بھاگ کر آیا اور اللہ ہی سے مدد لی اور اللہ کے سوا کسی میں حول و قوت نہیں۔ [2] اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کی شرارت سے، اپنے غیر کی شرارت سے اور میرے رب نے جو پیدا کیا ہے اسکی شرارت سے اور جسکو پھیلایا ہے اور پیدا کیا ہے اسکی شرارت سے۔ [3] اے اللہ ہمکو حق کو حق ہی دکھلا اور اسکی پیروی کی توفیق عطا کر، باطل کو باطل ہی دکھلا اور اس سے بچنے کی توفیق دے!

ہر روز حق تعالیٰ میری رہبری خیر برترین کی طرف فرما رہے ہیں اور میں ان سے قریب تر ہوتا جا رہا ہوں! وہی زندگی اچھی جو ان کے قرب و معیت میں بسر ہو!

عمر خوش در قرب جاں پروردن ست!
عمر زاغ از بہر سرگیں خوردن ست! (رومی)

اب میں جس طرف رخ کرتا ہوں مجھے وجہ اللہ کا شہود ہوتا ہے! اب میں جس طرف رخ کرتا ہوں وجہ اللہ ہی میری ہدایت و رہبری کرتا ہے! میں محسوس کرتا ہوں کہ میں کبھی اکیلا نہیں ہوتا! سوتے جاگتے حق تعالیٰ ہی میرے "ہمسایہ و ہم نشین و ہم راہ ہیں" اور میری حفاظت فرما رہے ہیں! اب میں حق تعالیٰ کی ربوبیت پر بھروسہ کر کے خوف و ہراس سے اپنے دل کو خالی کر کے قدم اٹھاتا جا رہا ہوں، وہ ہر آفت سے مجھے محفوظ رکھیں گے! وہ میرے ناصر و معین ہیں، حافظ و قادر ہیں!

حَسْبِيَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۹)

آزادی

میں جانتا ہوں کہ میں عبد اللہ ہوں، امین اللہ ہوں، خلیفۃ اللہ ہوں، ولی اللہ ہوں! بفحوائے خَلَقتُ بِیَدَیَّ حق تعالیٰ نے مجھے خود اپنے دستِ مبارک سے پیدا کیا ہے اور نَفَختُ فِیہِ مِن رُّوحِی فرما کر مجھے اپنے کمالات کا مظہر بنایا ہے! اس یافت نے مجھے حریت نامہ عطا کی ہے!

رو بما دارند ذرات جہاں — چشمۂ خورشید درخشانی منم
ہر دو عالم شد شکار ما ازاں — شاہباز دستِ سلطانی منم
مصحف آیات جمعیت — چوں آئینۂ گیتی نمائی منم

اپنی اصل و حقیقت کو جان کر اب میں اپنی مادی توریث کے خیالات کی خود ساختہ زنجیروں سے آزاد ہوں، قطعاً آزاد و بے باک ہوں! تخلقوا باخلاق اللہ[1] کے حکم کو پیشِ نظر رکھ کر، روز افزوں بہ سرعت اپنی ذات کو آراستہ و پیراستہ کر رہا ہوں میرے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ، روح کا تجلیہ اور دماغ کا تخلیہ ہوتا جا رہا ہے!

---

[1] اللہ کے اخلاق سے اپنے کو مزین کرو۔

ہر روز میری نورانیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے:

ایں بوالعجب رمز نگر کز ہمہ جہاں — آب گلے را خزانۂ اسرار کردہ اند!
ایں لطف بیں کہ بے غرضے خاک تیرہ را — خورشید وار مطلع انوار کردہ اند!

یہ جان کر کہ جس چیز کا خیال انسان کے دل میں بسا ہوتا ہے بالآخر اس کی خوبو بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے میں نے اپنا مطلوب اپنا محبوب حق تعالیٰ ہی کو بنایا ہے اور ان ہی کی یافت اور ان ہی کے شہود میں رہتا ہوں تاکہ ان کے رخ روشن کے انوار سے میری تیرگی رفع ہو جائے اور میری ہستی خورشید وار مطلع انوار بن جائے!

گر در دل تو گل گزرد گل باشی — ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کل است اگر روزی چند — اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی (جامی)

حق تعالیٰ کی معیّت و باطنیت کی وجہ سے مجھ میں وہ زبردست قابلیت موجود ہے جس کی وجہ سے میں اپنے تمام نقائص و تحدیدات کو دور کر سکتا ہوں اور اپنی ذات کو حق تعالیٰ کی تجلّیات جمالیہ کا آئینہ بنا سکتا ہوں! میں ان تمام خیالات و تصوّرات سے آزاد ہوں جو میری قوتوں اور صلاحیتوں کو سلب کرتے ہیں اور میری توانائیوں کو فنا کرتے ہیں! حق تعالیٰ کی معیّت و باطنیت کے شعور نے مجھ ذرّہ کو آفتاب کی تابندگی عطا کی ہے!!

اے قطرہ تو غافلی کہ دریا — در جوئے تو میرود ہویدا!
در برج تو ماہ و آفتاب ست — لیکن پس پردۂ سحاب ست!
بیدا د نہاں بود و نابود — در لوح تو جملہ ہست موجود!

اب میں آزاد ہوں اور آزاد زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے ہی خیالات نے مجھے غلامی کی زنجیروں میں باندھ رکھا تھا لیکن علم صحیح کے

حاصل ہونے کے بعد اب قید و بند کی تمام زنجیریں کٹ گئیں اور مجھے وہ حریت
تامّہ حاصل ہوگئی جو حق تعالیٰ کے خاص بندوں کو حاصل ہے ع

کہ بستگانِ کمندِ تو رستگار انند! (حافظ)

اب میں آنے والے ہر دن کا مقابلہ ہمت و بہادری کے ساتھ کرتا ہوں
اور جانتا ہوں کہ اس کی ابتدا حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی اطاعت سے
ہوگی اور اسکی انتہا مغفرت، ورضوان' پر! ہر دن مجھے ان نیکیوں کی توفیق
ہوگی جن کو حق تعالیٰ قبول فرمائیں گے اور جن سیئات کا مجھ سے صدور ہوگا
حق تعالیٰ اپنے کرم سے ان کو معاف فرمائیں گے کیونکہ وہ غفور ہیں، رحیم ہیں،
کریم ہیں! ابراہیم خلیل اللہ کی یہ دعا ہر صبح میری زبان سے جاری ہو جاتی ہے:

"اَللّٰھُمَّ ھٰذَا خَلْقٌ جَدِیْدٌ فَافْتَحْہُ عَلیٰ بِطَاعَتِکَ وَاخْتِمْہُ لِیْ بِمَغْفِرَتِکَ
وَرِضْوَانِکَ وَارْزُقْنِیْ فِیْہِ حَسَنَۃً تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَزَکِّھَا وَضَعِّفْھَا لِیْ وَ
مَا عَمِلْتُ فِیْہِ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَاغْفِرْھَا لِیْ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَدُوْدٌ کَرِیْمٌ"[1]

حق تعالیٰ میرے باطن ہیں اور باطن ہی سے میری زندگی کی رہبری فرما رہے
ہیں اور ہر روز میں اپنے روحانی اعمال میں وسعت اور زیادتی محسوس کر رہا
ہوں۔ میرا قیام اس علم میں ہے کہ حق تعالیٰ مجھے ہر قید و بند سے آزادی عطا
فرما رہے ہیں اس لئے میں اپنے حقیقی نفس کے اظہار کے زیادہ سے زیادہ قابل
ہوتا جا رہا ہوں! میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ مجھ میں اور میرے ذریعہ کمال
کی تجلّی فرمائیں اور میں ان کی تجلّیات کا کامل آئینہ بن جاؤں اور ان کا ہو کر دنیا

---

[1] الٰہی صبح نئی مخلوق ہے اسکا افتتاح عبادت سے فرما اور اس کو میرے لئے اپنی مغفرت اور رضا پر تمام کر
اور اس میں مجھ کو ایسی نیکی نصیب کر جس کو تو مجھ سے قبول کر لے اور اس نیکی کو میرے لئے پاکیزہ اور دوگنا فرما اور
جو برائی میں اس دن کر دوں اس کو معاف فرما کہ تو معاف کرنے والا، محبت رکھنے والا اور سخی ہے!

مافیہا سے آزاد ہو جاؤں!

مست توام از جرعۂ جام آزادم　　　صید توام از دانہ و دام آزادم
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی　　　ورنہ من ازیں ہر دو مقام آزادم

اَللّٰھُمَّ اقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْیَا وَلَذَّاتِ الدُّنْیَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ
وَاِذَا اَقْرَرْتَ عُیُوْنَ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ دُنْیَاھُمْ فَاَقْرِرْ عَیْنِیْ مِنْ عِبَادَتِکَ[1]!!

---

[1] اے اللہ تو ہم سے دنیا کی تمناؤں اور لذتوں کو اپنے لقا کے شوق سے ختم کر دے اور جب دنیا والوں کی آنکھیں ان کو دنیا دے کر ٹھنڈی کر تو میری آنکھوں کو اپنی عبادت کی ٹھنڈک عطا کر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱۰)

کامیابی

حق تعالیٰ ہمہ خیر ہیں، خیر مطلق ہیں، خیر محض ہیں، وہ قادر مطلق و ہمہ تواں بھی ہیں! ہر شئی کا صدور حق تعالیٰ سے ہوتا ہے، زندگی کا مبداء حق تعالیٰ ہیں! اس لئے میرا یقین ہے کہ زندگی خیر ہے! جو تجربات اس زندگی میں مجھے ہو رہے ہیں وہ بھی خیر ہیں، اچھے ہیں! میں خوشی کے ساتھ ان کا تعاون کرتا ہوں اور زندگی کے واقعات میں خود بخود توافق پیدا ہوتا جاتا ہے اور میں اس فضل ایزدی کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں!

هر چه بینی محض خیر و حکمت است — گر ترا زور حمت وگر زحمت است
زانکه ناید فعل باطل از حکیم — فعل حق باطل نباشد اے سلیم

ہر روز میری زندگی میں خیر کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے! مجھے قوت حاصل ہو رہی ہے اور میری کمزوریاں دور ہو رہی ہیں۔ فقر جا کر غنا حاصل ہو رہا ہے، ذلت عزت میں بدل رہی ہے! یہ نتیجہ ہے میری اس دعائے سحرگاہی کا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ، اِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ، اِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ[1]

[1] اے اللہ میں کمزور ہوں مجھے قوی کر دے۔ میں فقیر ہوں مجھے غنی بنا دے، میں ذلیل ہوں مجھے عزت دے!

میرا ایمان ایک تخلیقی قوت ہے جو کائنات کے غیر مرئی جوہر پر عمل کر رہا ہے اور اپنے مطلوبات کو اس سے تراش کر صورت بخش رہا ہے! حق تعالیٰ متقیوں کی مرادیں پوری کرتے ہیں! وہ ان کو اپنی ذات کے سوا کسی کا محتاج نہیں کرتے! وہ جوّاد ہیں، کریم ہیں! وہّاب ہیں!

توچنیں خواہی خدا خواہد چنیں　　می دہد یزداں مرادِ متّقیں! (رومی)

حقیقی کامیابی کے معنی ممکناتِ باطن کا تحقق ہے! اور یہ عمل برابر جاری ہے! میری خودی کی تلوار کو ہر آن صیقل دیا جا رہا ہے اس کے جوہر ہر لحظہ کھل رہے ہیں! زندگی کا ہر واقعہ میری قوتوں کو پیدا کر رہا ہے اور بزبان حال کہہ رہا ہے:

توشمشیری زکام خود بروں آ　　بروں آ زنیام خود بروں آ
نقاب از ممکنات خویش گیر　　مہ و خورشید انجم را بہ بر گیر
شب خود روشن از نور یقیں کن　　ید بیضا بروں از آستیں کن (اقبال)

میں اپنی خارجی شخصیت کی بھی پوری توجہ کے ساتھ تعمیر کر رہا ہوں تاکہ میری خودی کا اظہار قوت و شدت کے ساتھ ہو سکے! میں اسی مشتِ خاک سے ایسا بدن پیدا کرنا چاہتا ہوں جو سنگین قلعہ سے بھی زیادہ مستحکم و استوار ہو! اس محکم حصار کے اندر وہ دل درد آشنا چاہتا ہوں جو حق تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو اور بندگان خدا کا درد اپنے اندر رکھتا ہو! الحمد للہ یہ میری تمنا پوری ہو رہی ہے!

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے　　تنے محکم تر از سنگیں حصارے
درون او دلِ درد آشنائے　　چو جوئے در کنار کوہسارے (اقبال)

ذکر اللہ کی لذّت، حُبّ الٰہی کے مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، تعلق مع اللہ کی حلاوت سے میری روح مست ہے، میرا قلب شاد و آباد!

حق تعالیٰ کے حضور و معیت کے ادراک کی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ ترقی کا کوئی بلند ترین زینہ ایسا نہیں جہاں میرے قدم نہ پہنچ سکیں!
اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ وَاللّٰہُ مَعَکُمۡ [1]

بینی جہاں را خود را نہ بینی — تا چند ناداں غافل نشینی!
نورِ قدیمی شب را برافروز — دستِ کلیمی در آستینی!
بیروں قدم نہ از دورِ آفاق — تو پیش ازینی تو بیش ازینی! (اقبال)

مجھے پورا یقین ہے کہ میرے حق تعالیٰ جو قادرِ مطلق ہیں اس عظمت و برتری کو جو میری روح میں موجود ہے ضرور ظاہر فرمائیں گے! اوامر الٰہی کا امتثال میری زندگی کی روش ہے! میں جانتا ہوں کہ اس کا نتیجہ علوئے تمکین ہے جو حق تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو عطا کرتے ہیں!

تو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک! (اقبال)

میں جانتا ہوں کہ جو بھی رکاوٹیں میری راہ میں پیش آتی ہیں وہ میری قوتِ مدافعت کو جگانے اور ترقی دینے آتی ہیں، اس لئے اب میں ان رکاوٹوں سے پریشان نہ ہوں گا اور نہ ان سے خوف زدہ! خوشی و غم، بلا و طرب دونوں کے لئے میں حق تعالیٰ کا شکر گزار ہوں! میری تربیت کے لئے یہ دونوں ضروری ہیں! کبھی غم کے مضراب سے اور کبھی خوشی کے تاروں سے سیرت ہی کے خفتہ نغمے بیدار کئے جاتے ہیں: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا یَسَآءُ وَیَسُرُّ [2]!

بس زبون وسوسہ باشی دلا — گر طرب را باز دانی از بلا (رومی)

---

[1] تم ہی بلند و برتر ہو اور اللہ تمھارے ساتھ ہے۔ [2] اللہ ہی کی تعریف ہے خواہ مجھے ناخوش کرے یا خوش کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱۱)

توبہ اور تجدید ایمان

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا[1] (پ۱۶ع۷)

حق تعالیٰ میں توبہ کرتا ہوں کفر سے، شرک سے اور ایمان لاتا ہوں آپ پر اور آپ کے رسول پر۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حق تعالیٰ میرے معبود و رب آپ ہیں، آپ کے سوا کوئی نہیں! نافع و ضار آپ ہیں، آپ کے سوا کوئی نہیں! میری تمام ضرورتوں اور حاجتوں کے پورا کرنے والے آپ ہیں، آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں! آپ میرے "خالق" ہیں میں آپ کا "مخلوق" ہوں، آپ میرے "مولیٰ" ہیں میں آپ کا "عبد" ہوں، آپ میرے "حاکم" ہیں میں آپ کا "محکوم" ہوں، آپ میرے "مالک" ہیں میں آپ کا "مملوک" ہوں، آپ میرے "رب" ہیں میں آپ کا "مربوب" ہوں، آپ میرے "الٰہ" ہیں میں آپ کا "عبد" ہوں،

---

[1] مگر وہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے عمل کرے پس یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا۔

حق تعالیٰ میں ایمان لاتا ہوں آپ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پر جو آپ کے عبد ہیں اور رسول ہیں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ!

حق تعالیٰ بعد ایمان میں توبہ کرتا ہوں نفاق سے، تصور ارتداد سے، بدعتوں سے، فسق و فجور سے، ان حسنات سے جو بلا نیت واخلاص و استرضاء حق براہ عُجب وریا واقع ہوئی ہیں! توبہ کرتا ہوں آپ کی ناشکری یا کفرانِ نعمت سے، آپ کے کاموں پر اعتراض کرنے سے، توبہ کرتا ہوں ہر قسم کی غفلت و ذہول سے جو آپ کی یاد سے ہوئی!

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

حق تعالیٰ میں صدق دل سے ایمان، اسلام، احسان، اور آپ کی اور آپ کے رسول کی اطاعت کو اختیار کرتا ہوں:

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم ‎ ‎ خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم

مقصودِ من خستہ زکونین توئی ‎ ‎ از بہر تو میرم و برائے تو زیم

حق تعالیٰ میں ماجاء بہ النبی پر ایمان لاتا ہوں:

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَخَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ

وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ

حق تعالیٰ میں نے عزم راسخ کے ساتھ آپ کی اور آپ کے رسول کی اطاعت

قبول کی اور نفس و شیطان کی اطاعت کو ترک کیا۔

حق تعالیٰ میں آپ کو اور آپ کے رسولؐ کو اپنی جان و مال واولاد سے زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا ہوں۔

حق تعالیٰ آپ کے رسولؐ کے اس ارشاد کی تعمیل میں "اَفضَلُ الاِیمَانِ اَلحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالبُغضُ فِی اللّٰہِ" حُبّ فی اللہ اور بُغض فی اللہ کو میں نے اپنا طریقہ بنایا۔

حق تعالیٰ میں آپ کے اور آپ کے رسول کے حکم پر جان و مال قربان کرنے ہر آن تیار رہوں۔

از زندگیم بندگی تست ہوس | بر زندہ دلاں بے تو حرام است نفس
خواہد ز تو مقصودِ دل خود ہر کس | جامی ز تو ہمیں ترا خواہد و بس!

حق تعالیٰ میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے زیورِ ایمان سے آراستہ کیا!!

اَللّٰھُمَّ لَکَ الحَمدُ کَمَا یَنبَغِی لِجَلَالِ وَجھِکَ وَعَظِیمِ سُلطَانِکَ

حق تعالیٰ میں اپنے ایمان کو آپ کے تفویض کرتا ہوں: اُفَوِّضُ اَمرِی اِلَی اللّٰہِ! ربنا عَلَیکَ تَوَکَّلنَا:

حق تعالیٰ ایمان پر استقامت اور اس پر میری موت واقع ہونے کے لئے اور اس کی تمام تفصیلات پر استحکام کے لئے، حق الیقین کے تحقق کے لئے، محویت فی الحق کے لئے، یافت و شہود کے لئے، لذۃ نظر کے لئے، دوام حضور کے لئے، بصر و بصیرت میں آپ کا جلوہ سما جانے کے لئے، علم و عمل من اللہ ہو جانے کے لئے، فانی خویش و باقی بحق ہونے کے لئے، اتمام

علی الشرع و فانی عن الطبع ہو جانے کے لئے، تمام رذائل اخلاق کے دور ہوکر فضائل اخلاق سے آراستہ ہونے کے لئے میں آپ کو وکیل کرتا ہوں، کیونکہ آپ کا حکم ہے کہ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا:

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

یارب تو برحمت دل مارا جاں دہ — در دہمہ را بصابری درماں دہ
ایں بندہ چہ داند کہ چہ می باید خواست — دانندہ توئی ہر انچہ خواہی آں دہ!

یارب دل پاک وجان آگاہم دہ — آہ شب وگریہ سحرگاہم دہ!
در راہ خود اول زخودم بیخود کن — انگہ بے خود زخود بخود راہم دہ!

حق تعالیٰ میں آپ کی ان نعمتوں کا جو مجھ پر بارش کی طرح ہر آن نازل ہو رہی ہیں کس زبان سے شکر ادا کرسکتا ہوں، اگر میرے جسم کا بال بال بھی زبان بن جائے اور آپ کے شکر میں ابد کے لئے مصروف ہو جائے تو آپ کا ایک شکر بھی پوری طرح ادا نہ ہو!!

من بے تو دمے قرار نتواں کرد — احسان ترا شمار نتواں کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئے — یک شکر تو از ہزار نتواں کرد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِجَمِيعِ مَحَامِدِهٖ كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ عَدَدَ خَلْقِهٖ كُلِّهِمْ مَا عَلِمْتُ مِنْهُمْ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ [1]

حق تعالیٰ میں آپ کی نعمتوں کی ناقدری، ناشکری سے توبہ کرتا ہوں! احسان فراموشی سے توبہ کرتا ہوں! اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ!

---

[1] تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تعریفیں میں جانتا ہوں اور جو نہیں جانتا، اسکی تمام نعمتوں پر خواہ ان نعمتوں کو پہچانتا ہوں یا نہیں، اسکی مخلوق کی گنتی کے برابر خواہ اسکو میں جانتا ہوں یا نہیں۔

حق تعالیٰ میں نے اپنے سارے کاروبار، دینی و دنیوی، چھوٹے بڑے، سب آپ کے سپرد کئے، آپ کے تفویض کئے، آپ ہی کارساز ہیں، آپ کے سوا کوئی نہیں، فاعل مطلق آپ ہیں، حول و قوت صرف آپ ہی کی ہے، خلق میّت ہے، زندہ صرف آپ ہیں، جود و عطا، سود و زیاں، نفع و ضرر صرف آپ کے ہاتھ میں ہیں، کسی اور کے ہاتھ میں نہیں:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

حق تعالیٰ میں اپنی ساری حاجتیں آپ ہی کے حضور میں پیش کرتا ہوں، میری رائے ضعیف، میرا عمل قصیر، میری تدبیر قلیل، میں آپ کی رحمت کا فقیر ہوں! "محتاج کو داتا دے"!!

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِیْ وَاِنْ ضَعُفَ رَاْیِیْ وَقَلَّتْ حِيْلَتِیْ وَقَصُرَ عَمَلِیْ وَافْتَقَرْتُ اِلٰى رَحْمَتِكَ [1]

غم ناکم واز درِ تو با غم نروم　　　جز شاد و امیدوار و خرّم نروم
از درگہ ہمچو تو کریمے ہرگز!　　　نومید کسی نرفت و من ہم نروم (ابو سعید)

اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ يَكْتَفِیْ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا وَلَا يَكْتَفِیْ مِنْهُ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِهٖ، يَا اَحَدُ مَنْ لَا اَحَدَ لَهٗ، اِنْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ وَخَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا فِيْكَ وَانْسَدَّتِ الطُّرُقُ اِلَّا اِلَيْكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنِیْ [2]

---

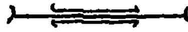
[1] اے اللہ میں اپنی حاجت تیرے سامنے پیش کرتا ہوں اگرچہ میری رائے کمزور ہے، میری تدبیر بودی ہے، میرا عمل تھوڑا ہے اور میں تیری ہی رحمت کا محتاج ہوں۔ [2] اے وہ ذات جو اپنی سب مخلوق سے کافی ہوتی ہے اور کوئی مخلوق اسکی کفایت نہیں کرسکتی! سب امیدیں منقطع ہوچکی ہیں مگر تجھ سے! سب مرادیں برباد ہوچکی ہیں مگر تجھ میں! سب راستے بند ہوچکے ہیں مگر تیرا راستہ! اے فریاد رس فریاد رساں میری فریاد کو پہونچ!

حصۂ سوم

ادعیّۂ ماثُورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حصۂ سوم



اس نفسیاتی اصول کی بارہا صراحت کی جا چکی ہے کہ خوف و حزن، غم و ہم کا مقابلہ ان کی سطح پر رہ کر نہیں کیا جا سکتا۔ اس سطح میں ان کی قوت ناقابلِ مدافعت ہوتی ہے، مرد افگن ہوتی ہے۔ ہمیں ان سے نجات اسی صورت میں مل سکتی ہے جب ہم کسی طرح ان کی سطح سے بلند ہو جائیں! اس کا سب سے زیادہ قوی اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ ہم حق تعالیٰ کی ذات کی طرف متوجہ ہو جائیں، ان کے اسماء و صفات کے ذکر کے ذریعہ ہمارا منہ ان کی طرف پلٹ جائے! ادعیہ ماثورہ کی تکرار سے ہمارا قلب خوف کی سطح سے بلند ہو کر اس مقام پر پہونچ جاتا ہے جہاں خوف و حزن کا گزر نہیں، جہاں سوائے سرور و سکون کے کوئی اور چیز نہیں! ادعیۂ ماثورہ کی تکرار سے ہمیں حق تعالیٰ کی معیّت و اقربیت کا ادراک ہوتا ہے اور اس ادراک کے ساتھ خوف و حزن، کرب و الم سب غائب ہو جاتے ہیں! سکون و سرور، امن و طمانیت کی لہریں اندر سے اٹھنے لگتی ہیں! ایسی چند ماثورہ دعاؤں کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں! مختلف آفات و عوارض کے وقت ان کی تکرار سے تمھیں پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(۱) خوف وحزن

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

اللہ بزرگ و بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں ہے رب عرش عظیم کے سوا کوئی معبود نہیں ہے رب عرش کریم اور آسمان و زمین کے رب کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم و ابو عوانہ و النسائی و الترمذی و ابن ماجہ وغیرہم)

(۲) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (رواہ البخاری)

اے اللہ تیری پناہ میں تیرے بندوں کی شرارت سے آتا ہوں، اللہ تعالیٰ بہترین کارساز اور ہم کو بس ہے۔

(۳) اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

(رواہ ابو داؤد و النسائی و ابن حبان)

اے اللہ اے اللہ تو میری ضرورتوں کا پورا کرنے والا ہے کسی کو میں شریک نہیں بناتا۔

طبرانی نے کہا کہ ان کلمات کو تین بار کہنا چاہیئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور انور صلعم نے اپنے اہل بیت کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کسی کو غم پہونچے تو وہ یوں کہے اللہ اللہ ربی الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور نے دونوں کواڑ دروازے کے پکڑے اور ہم سے فرمایا: "اے بنی مطلب: اِذَا نَزَلَ بِكُمْ كَرْبٌ اَوْجَهْدٌ اَوْ لَأْوَاءُ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اللّٰهُ الخ" میں نے اس کا تجربہ کیا، تریاق مجرب پایا!

(۴) تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

اس زندہ پر میں نے بھروسہ کیا جسے موت

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا
(اخرجہ الحاکم وقال صحیح الاسناد)

نہیں ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے کسی کو اپنا لڑکا نہیں بنایا نہ اس کا حکومت میں کوئی شریک ہے اور اس کی ذلت کی کسی میں طاقت ہے بولو اسکی بڑائی۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مجھے کسی امر میں کرب ہوا تو مجھے یہ دعا تلقین کی گئی۔

(۵) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

تیری رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔

(رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد والترمذی من حدیث انس والنسائی من حدیث ربیعۃ ابن عامر)

حضرت علی ابن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ "بدر کے دن کچھ دیر تک کفار سے لڑنے کے بعد میں پھر آیا کہ دیکھوں کہ حضور انورؐ کیا کر رہے ہیں، دیکھا تو آپ سجدہ میں پڑے کہہ رہے ہیں: یاحی یاقیوم برحمتک استغیث! میں لوٹ گیا اور کچھ دیر بعد پھر آیا تو دیکھا کہ سجدہ میں ہیں اور یہی کلمات زبان پر جاری ہیں! حق تعالیٰ نے آپ کو فتح دی" (رواہ النسائی وقال الحاکم صحیح الاسناد) یہ کلمہ اسم اعظم الٰہی ہے۔

(۶) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے بندہ کا بیٹا ہوں تیری لونڈی کا لڑکا ہوں میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے تیرا حکم مجھ میں نافذ ہے تیری قضا مجھ میں حق و انصاف ہے تجھے تیرے ان تمام ناموں سے التجا کرتا ہوں جو تو نے رکھے ہیں یا اپنی کتاب میں نازل کئے ہیں یا اپنی مخلوق میں کسی کو تعلیم دیے ہیں یا تیرے

تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجَلَآءَ حُزْنِیْ وَذَھَابَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ۔

علم غیب میں اپنے ہی پاس رکھے ہیں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار بنا میرے سینہ کا نور بنا میرے رنج کا دفع کرنیوالا اور میری فکر و غم کے دور کرنے کا ذریعہ بنا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص حزن و غم پہونچنے کے وقت اس دعا کو پڑھے گا تو حق تعالیٰ اس کی فکر و غم کو دور کرے گا اور اس غم کو خوشی سے بدل دیگا۔

(رواہ ابن حبان واحمد والبزار)

(۷) حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ کا ورد ہم و غم و مصائب میں تریاق مجرّب ہے۔

میرے لئے اللہ کافی ہے جو اچھا کارساز ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے تیرے سوا بیشک میں ہی گنہگار ہوں اللہ مجھ کو کافی ہے اور میرے سازگار۔

(۲) دشواری امر

اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَھْلًا۔

اے اللہ کوئی چیز سہل نہیں ہے مگر تو جو سہل کردے تو سخت کو نرم کردیتا ہے۔

(رواہ ابن حبان عن انسؓ رفعاً وصحّحہ)

جب کوئی امر دشوار پیش آئے تو اس دعا کی تکرار ضروری ہے۔

(۳) غصّہ کے وقت

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ

اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے دل کا

قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (نسائی بروایت سعید بن المسیب مرسلاً)

غصہ کھو دے اور شیطان مردود سے مجھے پناہ دے۔

(۴) کسی نقصان کے وقت

عَسٰی رَبُّنَا اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ یَا اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْنِیْ مِنْهَا خَیْرًا۔

قریب ہے کہ اللہ ہمیں اچھا بدلہ دے ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں۔ یا اے اللہ ہمیں اس سے اچھا بدلہ دے۔

(۵) مصیبت زدہ کو دیکھ کر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔

تعریف ہے اس خدا کی جس نے مجھے عافیت دی اس بلا سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا اور مجھ کو بزرگی دی بہتوں پر ان میں سے جن کو اس نے پیدا کیا۔ (جب کسی گرفتار بلا کو دیکھے یعنی خواہ دنیا کی بلا میں گرفتار ہو یا دین کی مثلاً بیمار یا گنہگار تو یہ دعا پڑھے تو اس بلا سے عمر بھر محفوظ رہے گا)۔

(۶) گھر سے باہر نکلتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیْنَا

شروع کرتا ہوں میں خدا کے نام سے اور میں خدا پر بھروسہ کرتا ہوں۔ یا اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ میرا پیر پھسل جائے یا میں گمراہ ہو جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے یا میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں یا کوئی میرے ساتھ جہالت سے پیش آئے۔

(۷) جب کسی سے شر کا خوف ہو

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ۔

اے اللہ ہم ان کے شر (دشمن کا تصور کیا جائے) سے تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اور تجھ ہی کو پیش کر کے ان کو دفع کرتے ہیں

(۸) دفع بلا کے لئے دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ تَعْجِيْلَ عَافِيَتِكَ وَدَفْعَ بَلَائِكَ وَخُرُوْجًا مِنَ الدُّنْيَا اِلٰى رَحْمَتِكَ، يَا مَنْ يَكْفِيْ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ وَّلَا يَكْفِيْ مِنْهُ اَحَدٌ، يَا اَحَدَ مَنْ لَا اَحَدَ لَهٗ، يَا سَنَدَ مَنْ لَا سَنَدَ لَهٗ، اِنْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ، نَجِّنِيْ مِمَّا اَنَا فِيْهِ وَاَعِنِّيْ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ مِمَّا نَزَلَ لِيْ بِجَاهِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ

آمین

اے اللہ میں چاہتا ہوں کہ تیری عافیت مجھ کو حاصل ہو اور تیری بلا مجھ پر سے دفع ہو جائے اور دنیا سے نکل کر تیری رحمت میں آجاؤں! اے وہ خدا جو سب کی طرف سے کافی ہوتا ہے (یعنی کسی کا ضرر پہونچانا اثر نہیں کرتا) اور اس کی طرف سے کوئی کافی نہیں ہوتا! اے اکیلے خدا جس کے ساتھ کوئی اکیلا نہیں، اے وہ قابل بھروسہ (خدا) واسطے شخص کے جس کا کوئی بھروسہ نہیں، سب سے میری امیدیں کٹ گئیں صرف تجھ ہی سے باقی ہیں، مجھ کو نجات دے میں جس حال میں ہوں اور میری مدد کر جس کیفیت پر میں ہوں، اس بلا کے دفع کرنے میں جو مجھ پر اترے اپنے روی کریم کے وسیلہ سے اور حضرت محمدؐ صلعم کے طفیل سے

آمین

(۹) صبح میں آنکھ کھلتے ہی

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَاَوْسَطَهٗ فَلَاحًا وَّاٰخِرَهٗ نَجَاحًا، اَسْئَلُكَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، رَبِّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهٗ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ وَفَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔

میں نے صبح کی اور ملک نے صبح کی اللہ کیلئے، یا اللہ اس صبح کے شروع کو ہمارے لئے بہتری کرا اور اسکے درمیانی حصہ کو کامیابی کرا اور آخری حصہ کو چھٹکارا کر، میں تجھ سے دنیا کی بہتری چاہتا ہوں اور آخرت کی اے سب رحم کرنیوالوں سے بڑھکر رحم کرنیوالے، اے پروردگار میں تجھ سے بھلائی چاہتا ہوں اس دن کی اور اس کے بعد جو دن آئیں، اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس دن کی برائی سے اور اس کے بعد جو دن آئیں ان کی برائی سے، اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس دن کی بھلائی کا، اسکی فتح، مدد، برکت اور ہدایت کا اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور اس کے بعد جو دن آئیں اُن کی برائی سے! یا اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح کی اور تیرے ہی حکم سے ہم جیتے ہیں اور تیرے ہی طرف جی کر اُٹھ آنا ہے!



مشقِ حقیر محمد اکرام الدین خاں عرف رشید نواب